جوبلی نمبر

ماہنامہ اُردو

ریویو آف ریلیجنز

(قادیان)

(یعنی)

دُنیا کے مذاہب پر نظر

مُرتّبہ

Digitized by Khilafat Library

علی محمد اجمیری

بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ مطابق ماہ جنوری سنہ ۱۹۴۰ء

جلد ۳۹ عدد ۱

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیش نظر جاری فرمایا تھا:۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرون ہند تین روپے، اور بیرون ہند ساڑھے تین روپے ہے۔

طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے، ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ داری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلہ ہونے کے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں، اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گزرتا ہے، اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	پانچ روپے	تیرہ روپے	چوبیس روپے	پینتالیس رو[illegible]
نصف صفحہ	تین روپے	آٹھ روپے	چودہ روپے	پچیس روپے
ربع صفحہ	دو روپے	پانچ روپے	نو روپے	پندرہ روپے

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر قادیان سے دارکان کمیٹی نے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library

فہرست مضامین

مضمون	مرتب
اداریہ صـ۲	
ہمارا امام فلسفی اور بادشاہ صـ۹	پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے گورنمنٹ کالج لاہور
حضرت امیر المومنین کا فنِ تصنیف اور خطابت صـ۲۰	چودھری عبد الرشید صاحب تبسم بی۔ اے
ضرورت اور برکاتِ خلافت صـ۲۹	جناب خان بہادر چوھدری نعمت خان صاحب ریٹائرڈ سشن جج
ادبیات حضرت امیر المومنین صـ۳۴	حضرت میر محمد اسحاق صاحب
حضرت امیر المومنین کے عہد میں زمانہ جلسہ سالانہ کی ترقی صـ۴۰	بیگم صاحبہ حضرت میر محمد اسحاق صاحب
حضرت امیر المومنین کے عہد میں جماعت احمدیہ کی مالی قربانی صـ۴۵	خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر بیت المال
احمدی قوم سے ایک "دردمندانہ اپیل" صـ۵۹	ادارہ

Digitized by Khilafat Library

ادارؔیہ :۔

دنیا میں جس طرح افراد پر خوشی کی گھڑیاں آتی ہیں، اسی طرح قوموں پر من حیث القوم بھی مسرت کے اوقات آتے ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ افراد کی خوشی چند اشخاص تک محدود ہوتی ہے، لیکن قومی مسرّت کا دائرہ بہت وسیع ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا کلی قانون ہے، جس سے کوئی ملک قوم اور مذہب مستثنیٰ نہیں ہے، آدم سے لے کر تا ایں دم اور آج سے لیکر تا قیامت یہی ہوتا آیا ہے، اور یہی ہوتا چلا جائیگا۔ اور جو شخص خوشی کی کسی تقریب سے متاثر نہیں ہوتا، اور نہ غم کا موقعہ اسے رنجیدہ کرتا ہے، وہ دراصل انسان نہیں، بلکہ جماد ہے، کیونکہ خوشی اور غم کے مواقع سے متاثر نہ ہونا شعور کے فقدان کی علامت ہے، اور اس سے متاثر ہونا عین انسانی فطرت بلکہ اس کا کمال ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى ہنسانا اور رُلانا اللہ کا کام ہے یعنی وہی ہنسنے اور خوش ہونے کے مواقع بہم پہونچاتا ہے، اور وہی رنج و غم اور افسوس کے واقعات رونما کرتا ہے، اور ان سے متاثر ہونا ایک طبعی امر ہے:

Digitized by Khilafat Library

آپ کسی قوم کی تاریخ پر نظر ڈالیئے، اسے خوشی و مسرت اور رنج و غم کے مواقع سے خالی نہ پائیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک انصاری صحابی بخاری شریف میں خوشی اور رنج کے واقعات پر اپنے تاثرات یوں بیان فرماتے ہیں، کہ ایک وہ وقت تھا کہ جب ہمارے شہر مدینہ میں رسولِ خدا ہجرت کر کے تشریف لائے، اُس وقت حضور کے نُور سے سارا شہر جگمگا اٹھا۔ اور سب ظلمتیں کافور ہوگئیں۔ اور خوشی و مسرّت کی ایسی لہر پیدا ہوئی کہ چھوٹے

بچے اور لونڈیاں تک گلیوں میں یہ پیارا اور دلآویز گیت گانے لگیں:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ[1]

پھر حضور ہم میں دس سال رہے، آخر گیارھویں سال آپ کا وصال ہوا، تو ہمیں معلوم ہوا، کہ دُنیا پر اندھیرا چھا گیا ہے۔ اور ہاتھ کو ہاتھ نظر نہ آتا تھا

غرض مکہ والوں پر حضورؐ کی بعثت اور مدینہ والوں پر حضور کی ہجرت ایک عظیم الشان قومی مسرت اور خوشی لائی، جس سے ان کی آنکھوں میں نور اور دل میں سرور پیدا ہوا، اور حضورؐ کا وصال ان پر رنج و غم کا ایسا پہاڑ لایا۔ جس کے بوجھ نے ان کی بنیادوں کو متزلزل کر دیا۔ اور ان کی کمروں کو توڑ دیا۔ پس دنیا کی ہر قوم پر خوشی و غم اور مسرت و رنج کے واقعات آتے رہتے ہیں، اور وہ ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ ان واقعات پر ایک فرض شناس قوم کا یہ کام ہے، کہ وہ موقعہ کے مناسب حال جائز حدود کے اندر رہ کر خوشی اور غم کا اظہار کرے۔ خوشی اور غم کیا ہیں؟ یہ دو متضاد فطری جذبات ہیں، جو مختلف قسم کے واقعات رونما ہونے پر ہمارے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے، کہ ان جذبات کا اظہار دینِ فطرت کے خلاف نہیں بلکہ عین مطابق ہے۔ اسلام تمام طبعی جذبات کے مناسب اظہار کی اجازت دیتا ہے، اور یہ اس کے فطرتی مذہب ہونے کا ثبوت ہے۔

Digitized by Khilafat Library

آج جماعت احمدیہ کے لئے بحیثیت قوم ایک نہایت عظیم الشان خوشی کا موقعہ آیا ہے، اور وہ یہ کہ اس سال سلسلہ احمدیہ کو قائم ہوئے پورے پچاس برس ہو گئے ہیں۔ اس نصف صدی کے

---

[1] ثنیۃ الوداع سے چودھویں کا چاند ہم پر طلوع ہوا ہے۔ ہمارے لئے ضروری ہے۔ کہ ہمیشہ خدا کے اس احسان کا شکر کریں؛

عرصہ میں اس سلسلہ نے، جس کی بنیاد اس زمانہ کے مامور کے ہاتھوں ایک بیج کے رنگ میں قادیان کی گمنام بستی میں رکھی گئی تھی حیرت انگیز ترقی کی ہے، اور وہ شجرہ طیبہ کی طرح اتنا بڑا درخت بن گیا ہے، کہ ایک طرف اس کی شاخیں مشرق اقصیٰ یعنی جاوا سماٹرا پر چھائی ہوئی ہیں۔ اور دوسری طرف اس کی مغربی شاخیں مغرب بعید یعنی شمالی اور جنوبی امریکہ تک پھیلی ہوئی ہیں، اور لاکھوں قدسی پرندے اس پر بسیرا اور آرام کرتے ہیں۔ پس ہمارے لئے یہ کس قدر خوشی کا مقام ہے، کہ ہم جو آج سے پچاس برس پیشتر ایک بیج کی طرح تھے، آج ایک نہایت مضبوط تناور اور پھلدار درخت کی طرح ہیں۔ اور یہی ایک سچی جماعت کی مثال قرآن کریم میں بیان کی گئی ہے۔

پھر ہمارے لئے دوہری خوشی کا موجب یہ ہے، کہ ہمارے درخت کا وہ مالی جس کے ہاتھ میں ہماری باگ ڈور ہے، اور جو ہمارے محبوب پیشوا کا نہ صرف جسمانی لختِ جگر ہے، بلکہ دوسرا خلیفہ بھی ہے، اس کی خلافت پر آج پورے پچیس سال گزرتے ہیں۔ کیسے پچیس سال؟ وہ پچیس سال جنہوں نے دنیا پر ثابت کر دیا، کہ ہمارا امام خدا سے نصرت یافتہ ہے۔ یہی وہ مصلح موعود ہے، جس کے ہاتھ سے قوموں کا برکت پانا، اسیروں کا آزاد ہونا اور پس ماندوں کا ترقی کرنا مقدر تھا۔ یہی وہ اولوالعزم راہنما ہے، کہ جب اس نے اس سلسلہ کی زمام قیادت اپنے ہاتھ میں لی۔ تو جماعت کا کوئی ایک بھی باقاعدہ تبلیغی مشن نہ تھا، بلکہ جماعت کے ممبر انفرادی طور پر تبلیغ کرتے تھے۔ مگر اس عظیم الشان خلیفہ کے عہد میں جاوا سماٹرا سے لے کر شکاگو، نیو یارک اور ارجنٹائن تک شرقاً غرباً، اور لنڈن سے لیکر مارشیس تک شمالاً جنوباً تبلیغی مشنوں کا جال بچھا دیا گیا۔ یہی ہمارا وہ لیڈر ہے، جس نے تثلیث کے مرکز لنڈن میں مسجد تعمیر کی، جس کے مأذنہ سے روزانہ پانچ وقت بآواز بلند توحید و رسالت محمدیہ کا اعلان اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے صاف اور صریح الفاظ میں کیا جاتا ہے۔ ہاں ہمارا یہی وہ قائد ہے، جس نے اسلام

اور احمدیت کا پیغام نئی اور پرانی دنیا کے کونہ کونہ تک پہونچا دیا ہے۔ پھر بھی "حسن و احسان" میں خدا کے مسیح کا نظیر ہے، جس کی الہام الٰہی میں بشارت دی گئی تھی۔ جس نے مسیح موعودؑ کو نہ دیکھا ہو، وہ آپ کے اس موعود خلیفہ کو دیکھ کر اس کے آئینہ میں آپ کی زیارت کر سکتا ہے پس آج جبکہ اس محبوب امام کی کامیاب خلافت پر امن و امان اور ترقی و عروج کے پورے پچیس سال گزرتے ہیں ہمارے دل خوشی کے جذبات سے لبریز ہیں۔

جب ہم حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہد خلافت کے گزشتہ پچیس سالوں پر مڑکر ایک طائرانہ نگاہ ڈالتے ہیں، تو ایک طرف ہمارا سر دوسرے فرقوں اور جماعتوں کے مقابلہ میں فخر و ناز سے بلند ہو جاتا ہے، کہ ہمیں اس قحط الرجال کے زمانہ میں خدا نے ایک ایسا لیڈر دیا ہے، جس کی قیادت میں جماعت نے بے نظیر ترقی کی، اور دوسری طرف ہماری پیشانی بارگاہ ایزدی میں سجدۂ شکر بجا لانے کے لئے جھک جاتی ہے، کہ اس نے محض اپنے فضل سے ہمیں ایسا راہنما بخشا ہے، جو ہر اعتبار سے قابلِ صد رشک و ناز ہے۔

Digitized by Khilafat Library

جماعت احمدیہ کی گزشتہ پچیس سالہ تاریخ پر نظر کرنے سے ہمیں کئی ایسے نمایاں مراحل نظر آتے ہیں، جب جماعت سخت مشکلات میں گھر گئی، مگر یہ محض حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خداداد ذہانت اور اس الٰہی نصرت کی برکت ہے، جو ہمیشہ سچے خلفاء کو حاصل ہوتی رہی ہے، کہ جماعت کی کشتی ان تمام مشکلات اور ابتلاؤں کے متلاطم سمندر سے بخیر و عافیت گزر گئی، اور یہ مشکلات اور ابتلاء بجائے جماعت کو نقصان پہونچانے کے اس کی ترقی کے لئے کھاد کا موجب ہو گئے۔ سب سے پہلے پیغامی فتنہ اٹھا، پھر بہائی فتنہ، پھر مستریوں کا فتنہ، پھر احرار کا فتنہ، اور سب سے آخر میں شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

کا تازہ فتنہ۔ یہ چند بڑے بڑے فتنے ہیں، ان کے علاوہ اور بھی اندرونی و بیرونی بیسیوں فتنے کھڑے ہوئے، جو منظرِ عام پر آنے سے پہلے ہی اپنی موت مرگئے، اور دُنیا کو عام طور پر ان کا علم تک نہ ہُوا۔ ان تمام فتنوں میں سے ہر ایک اپنے اندر جماعت کے انتشار و تباہی کے خطرناک سامان رکھتا تھا، لیکن اللہ تعالےٰ نے ہر موقعہ پر اپنی خاص تائید و نصرت کا اظہار فرمایا، اور یہ تمام فتنے اپنی نیند آپ سو گئے، اور حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو خدا تعالےٰ نے یہ توفیق بخشی، کہ آپ کی قوتِ تدبیر نے جماعت کی تنظیم و استحکام میں کوئی فرق نہ آنے دیا۔ قرآن مجید نے سچے خلفاء کا جو معیار آیت وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا[1] میں بیان کیا ہے، وُہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں نہائت شاندار طور پر پُورا ہوتے ہوئے سینکڑوں مرتبہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ایسے برحق خلیفہ کی اطاعت پر جتنا فخر کیا جائے، کم ہے۔

Digitized by Khilafat Library

جماعت احمدیہ کو حضرت خلیفۃ المسیح کی ذات سے جو والہانہ عقیدت و محبت ہے، وہ صرف برگزیدگانِ الٰہی کا حصہ ہے۔ آپ کی آواز میں خدا تعالےٰ نے مقناطیسی جذب و قوت رکھی ہے، جس کا ثبوت یہ ہے، کہ آپ نے آج تک کوئی ایسی تحریک نہیں کی، جس پر قوم نے دل و جان سے لبیک نہ کہی ہو۔ یہ آپ کی زبردست قوتِ قدسیہ ہی کا نتیجہ ہے، کہ لاکھوں نفوس جو آپ کے دامنِ روحانی سے وابستہ ہیں، اور جن میں وائسرائے کی ایگزکٹو کونسل کے ممبر سے لے کر ایک اَن پڑھ دیہاتی اور مزدور تک شامل ہیں، اپنی ہر چیز آپ پر قربان کرنے کے لئے اشارہ کے منتظر رہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے، کہ جس قدر زبردست قبضہ آپکو اپنی جماعت کے قلوب پر حاصل ہے وہ روحانی لیڈروں کے سوا کسی کو اپنے متبعین پر حاصل

---

[1] خدا تعالےٰ اُن کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

نہیں ہوسکتا۔ علاقہ ملکانہ میں آریوں کی تحریک شدھی کے مقابلہ کے لئے آپ کے حکم کے ماتحت ہزاروں معزز احمدیوں کا دیوانہ وار اپنے گھر بار اور کام کاج چھوڑ کر جہاد کے لئے نکل کھڑے ہونا، پھر غیر ممالک میں مساجد اور تبلیغی مشن کھولنے کے لئے آپ کی تحریک پر جماعت کا ہر سال لاکھوں روپے پیش کر دینا جماعت کی آپ سے محبت و اخلاص کے ادنیٰ نمونے ہیں

خدا تعالیٰ کے اس جلیل الشان انعام و احسان کی خوشی میں کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمارے امام کو پچیس برس ہمارے سروں پر خدمت اسلام و احمدیت کے لئے سلامت رکھا، جماعت احمدیہ امسال اپنے سالانہ جلسہ پر ۲۸ دسمبر کو خلافت جوبلی کی تقریب منا رہی ہے۔ جس کی تحریک سب سے پہلے چودہری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کے دل میں ہوئی۔ اس تقریب کے پیدا کرنے کی غرض و غائت یہ ہے، کہ ہم اپنے محبوب امام کے شاندار عہد خلافت کے پچیس سال امن و امان اور ترقی و عروج کے ساتھ گزرنے پر ارشاد خداوندی اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ[1] کے ماتحت خوشی کا اظہار کریں۔ اور لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ[2] کے ماتحت خدا تعالےٰ کے حضور سجدہ شکر بجا لائیں۔

سو ہم بھی دل و جان سے اس تقریب کا خیر مقدم کرتے ہیں، اور اس میں عملی حصہ لینے کے لئے رسالہ کا "خلافت جوبلی نمبر" شائع کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ یہ محبت و عقیدت اور خوشی و مسرت کا ادنیٰ اور حقیر مظاہرہ ہے، جو اس عظیم الشان اور قابل یادگار تاریخی موقعہ پر کیا گیا ہے۔ یہ الفاظ لکھتے ہوئے ہمیں اس شاعر کا شعر یاد آگیا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھا اور بالآخر کہا:

[1] اپنے رب کے انعام کا اظہار کرو۔ [2] اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور تم کو زیادہ دوں گا۔

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ ※ بَلْ قَدْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٖ

یعنی میں نے یہ قصیدہ لکھ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں کی، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میں نے حضور کے ذکر سے اپنے کلام اور نام کو ہمیشہ کے لئے زندہ کر لیا ہے، اور اس طرح آپؐ کے نام سے دراصل میں نے اپنے قصیدہ کی تعریف کی ہے۔ یہ کوئی شاعرانہ مبالغہ نہیں ہے، بلکہ امر واقع ہے، کہ بعض شخصیتوں کا حسنِ ذکر انسان کو [redacted] زندہ جاوید کر دیتا ہے۔ پس یہ ہماری خوش قسمتی ہے، کہ ہمیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خلافت جوبلی کے موقعہ پر رسالہ کا یہ نمبر شائع کرنے کی توفیق ملی:

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی پچیس سالہ خلافت سلور جوبلی، جو قیام جماعت کی پچاس سالہ گولڈن جوبلی بھی ہے، دراصل کوئی دنیاوی تقریب نہیں ہے۔ جس سے محض اظہارِ شان وشوکت مطلوب ہو، بلکہ یہ ایک مذہبی جماعت کی خالص مذہبی تقریب ہے، جس کا ایک اہم مقصد یہ ہے، کہ جماعت کو اپنی گزشتہ خدمات کے شاندار نتائج دیکھ کر اپنا قدم خدمتِ اسلام واحمدیت میں اور بڑھانے کا حوصلہ پیدا ہو، کیونکہ یہ انسانی فطرت ہے، کہ وہ اپنے گزشتہ کارناموں کے بہتر اور خوشکن نتائج پر غور کر کے زیادہ تیز گام ہوتا، اور پہلے سے زیادہ مستعدی سے شاہراہِ ترقی پر قدم زن ہوتا ہے۔ جس طرح ایک مسافر اپنے سفر کی مختلف منزلوں کو طے کرتا ہوا جب ایک لمبا فاصلہ کامیابی سے طے کر لیتا ہے، تو اس میں نئی ہمت اور نیا ولولہ وجوش پیدا ہو جاتا ہے، جس سے اس میں اپنے باقیماندہ سفر کو قطع کرنے کا حوصلہ بڑھتا ہے، اسی طرح ایک مومن کے لئے یہ امر نہائت خوشکن اور حوصلہ افزا ہوتا ہے، کہ اس نے اپنی جماعتی زندگی کے سفر میں بہت سی منزلیں کامیابی کی طے کر لی ہیں۔ پس خلافت جوبلی جہاں ہمارے لئے خوشی کا موقعہ پیش کرتی ہے، وہاں

Digitized by Khilafat Library

خدمتِ دین کے لئے ہمارے حوصلوں کو بلند کرنے کا موجب بھی ہے۔ اور اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے، تو یہ تقریب ہمیں دعوت و پیغامِ عمل دے رہی ہے، اور حقیقت میں یہی اس کا اصلی مقصد ہے، ہماری دلی دُعا ہے، کہ اللہ تعالیٰ اس تقریب کو اس سلسلہ کے لئے ہر اعتبار سے بابرکت بنائے، جماعت کے سب افراد کو جوبلی منانے کا حقیقی مقصد سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمارے امام کو عمرِ نوحؑ عطا فرمائے، تا دنیا آپ کے فیوض و کمالات سے زیادہ سے زیادہ متمتع ہوسکے آمین۔

Digitized by Khilafat Library

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے کمالات و محاسنِ ذاتی اور آپ کے وُہ شاندار کارنامے جو آپ نے اسلام و احمدیت کو سربلند کرنے کے لئے سرانجام دیئے ہیں، ان سب کا بالاستیعاب ذکر کرنا ایک مختصر رسالہ میں ناممکن ہے، کیونکہ ان کا دامن اس قدر وسیع ہے، کہ ایک مبسوط کتاب کی کئی جلدیں بھی اس کے لئے ناکافی ہوں گی، ہم آپ کی زندگی اور کاموں کے بعض پہلوؤں پر اس نمبر میں مضامین شائع کر رہے ہیں، جن سے آپکی جلیل المرتبت شخصیت کا موٹا اندازہ ہوسکتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library

ہمارا امام

فلسفی اور بادشاہ

(از جناب پروفیسر محمد اسلم صاحب ایم۔اے گورنمنٹ کالج لاہور)

ہم کالج میں پڑھتے تھے، فلسفہ کے مضمون میں افلاطون کی مشہور کتاب "ریاست" شامل تھی۔ افلاطون یونان قدیم کے شاندار زمانے کی سب سے زیادہ شاندار ہستی ہے، اور آج تک اسے دُنیا کا سب سے بڑا فلاسفر سمجھا جاتا ہے، حضرت مسیح علیہ السلام سے کوئی ساڑھے تین سو سال پہلے ہو گزرا ہے۔ یونان قدیم کی دُوسری بڑی ہستی سقراط ہے، افلاطون سقراط کا شاگرد تھا، اور افلاطون خود یونان قدیم کی تیسری بڑی ہستی ارسطو کا استاد تھا۔

افلاطون کی "ریاست" ہماری درسی کتاب تھی۔ ہمیں امتحان کے لئے پڑھنی پڑتی تھی، اس لئے خوشی سے اُسے نہ پڑھتے تھے۔ پھر بھی ایسی دلچسپی اس میں تھی، کہ اس کے بعض نکتے ہمیشہ کے لئے ہمارے دل اور دماغ کا حصہ بن گئے۔ اور اب تک ان کا خیال کرنے سے اور ان کا ذکر کرنے سے ایک قسم کا سرور اور سیری حاصل ہوتی ہے

جیسا کہ اکثر لوگ جانتے ہیں، افلاطون کی یہ کتاب ایک عجیب و غریب کتاب ہے، اس میں اخلاق، تمدن، سیاست، تعلیم، فلسفہ اور کئی ایک اور مسائل پر مفصل بحث کی گئی ہے، اور جو کچھ اس میں لکھا گیا ہے، وُہ انسانی عقل، انسانی تخیل اور انسانی کلام کا ایک حیرت انگیز

نمونہ ہے۔ آج تک بڑے بڑے عالم اس کتاب کی شرح لکھنے، سمجھنے اور سمجھانے میں معروف ہیں، مضامین کی جامعیت اور گہرائی کے علاوہ اس کتاب کا ایک بہت بڑا امتیاز (افلاطون کی باقی کتابوں کی طرح) یہ ہے، کہ اسے مکالمہ کے رنگ میں لکھا گیا ہے، اور خاص اس کتاب "ریاست" کا اسلوب بیان ایسا سادہ اور سہل ہے، کہ ایک معمولی لیاقت اور معمولی تعلیم کا انسان بھی اسے پڑھ سکتا اور اس سے لطف اٹھا سکتا ہے، چاہے وُہ اس کے سارے مضامین پر حاوی نہ بھی ہو سکے۔ اس میں شک نہیں، کہ اس میں کئی ایسی باتیں پیش کی گئی ہیں (مثلاً یہ کہ سوسائٹی کی تقسیم خاندانوں میں نہ ہو، اور نہ افراد کی جُدا جدا کوئی ملک ہو، بلکہ عورتیں اور اموال حکومت کے انتظام میں ہوں، اور بچے جو پیدا ہوں، وُہ حکومت کے انتظام میں پرورش پائیں وغیرہ امور) جن کو اہلِ مذاہب تو کجا، کئی فلسفی بھی قبول نہیں کر سکتے۔ لیکن باوجود اس کے یہ کتاب ایک بیدار اور ہوشیار اور سوچنے والے دماغ کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ اس کی جس بات سے کوئی اتفاق کرے، وُہ بھی اہم ہے، اور جس بات سے اختلاف کرے، وُہ بھی اہم ہے۔

بحث اس کتاب میں اخلاق کی تعریف سے شروع ہوتی ہے، لیکن سقراط (افلاطون اپنے خیالات سقراط کی زبان سے بیان کرتا ہے۔ اور اس طرح وُہ اپنے استاد کا اعزاز کرتا ہے، اور ایک دانا آدمی کی طرف منسوب کر کے اپنے خیالات کی اہمیّت بھی جتلاتا ہے۔) کہتا ہے، کہ فرد کی اخلاقی حالتوں کا علم اس طرح زیادہ اچھی طرح ہو سکتا ہے، کہ سوسائٹی کو ایک فرد مان لیا جائے، اور پھر دیکھا جائے، کہ ان اخلاقی حالتوں کے مقابلہ میں سوسائٹی میں ہمیں کیا نظر آتا ہے، اس طرح وُہ اخلاقی حالتیں مثلاً دانائی، جرأت، اطاعت وغیرہ جو فرد میں باریک شکل میں موجود ہوتے ہیں، سوسائٹی میں بڑے پیمانہ پر نظر آ جائیں گی۔ اس طرح بحث سوسائٹی کی صحیح تشکیل کے متعلق چل پڑتی ہے، اور سوال پیدا ہو جاتا ہے، کہ سوسائٹی کے ضروری حصے کیا ہیں، ہر ایک کا کیا کام ہے، اور وُہ کام کیونکر بوجہ احسن سرانجام دیا

جا سکتا ہے؟ افلاطون اپنے اصل سوال کو بھولتا نہیں، اور سوسائٹی کی تشکیل بیان کرنے کے بعد وُہ فوراً فرد کی اخلاقی حالتوں کی طرف عَود کرتا ہے، لیکن ہمیں بالفعل افلاطون کی کتاب کی ترتیب سے ایسا سروکار نہیں، بلکہ سوسائٹی کی تشکیل کے مسئلہ سے سروکار ہے، جو اگرچہ ضمنی طور پر لیکن نہائت شرح و بسط سے اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔ افلاطون (بزبان سقراط) بیان کرتا ہے، کہ سوسائٹی میں افراد کی مختلف نوع کی ضروریات پورا کرنے کے لئے مختلف قسم کے کاریگروں کی ضرورت ہوگی، پھر دوکانداروں کی ضرورت ہوگی، اور ایسے دوکانداروں کی بھی جو بیرونِ ملک لین دین رکھیں۔ بیرون ملک لین دین کے لئے جہازوں اور جہازرانوں کی ضرورت ہوگی، اور بین الاقوامی تعلقات میں چونکہ دُوسرے ملکوں سے جھگڑا ہونے اور باہر سے حملہ ہونے کا بھی امکان ہے، اس لئے ملک کی حفاظت کے لئے سپاہیوں اور فوجوں کی بھی ضرورت ہوگی، ہاں افلاطون کا تخیل صرف ایک ملک اور ایک قوم تک محدود ہے، اور اگرچہ فلسفی کا مقام اس کے نزدیک یہ ہے، کہ فلسفی کی نگاہ میں سارا زمانہ اور سارا جہاں ہوتا ہے، وُہ اپنے فلسفۂ سیاست کی بنیاد خالصۃً بنی نوع انسان پر نہیں رکھ سکا، جیسا کہ بعد میں قرآن اور اسلام نے کیا، بلکہ اس کی بنیاد صرف ایک ملک اور ایک قوم کی ضروریات پر رکھی گئی ہے۔ بہرحال فوجوں کی کمان کے لئے اور باقی امور کے متعلق فیصلے کرنے کے لئے مجسٹریٹوں کی ضرُورت ہوگی، جن کے فیصلوں اور حکموں کے تابع باقی سب کو رہنا پڑے گا۔

اس پر اعتراض ہوتا ہے، کہ ایسی منظم ریاست ممکن العمل بھی ہے، یا محض خیال کی آرائش کے لئے اسے تجویز کیا جا رہا ہے۔ اس پر جواب ملتا ہے کہ اگرچہ افلاطون کا منشاء زیادہ تر فلسفیانہ اور علمی طرز پر بحث کرنے کا ہے، لیکن اس میں کیا شک ہے، کہ ایسی ریاست ممکن العمل بھی ہے، ورنہ اس کا بیان کرنا فضول تھا، اس کو ممکن اور کامیاب بنانے اور عدل کے ساتھ چلانے کے لئے صرف یہ ضروری ہے، کہ اس ریاست کی آخری باگ ڈور فلسفیوں کے

ہاتھ میں دے دی جائے، اور کل اختیار ان کے پاس ہو، تاوُہ دانائی اور حکمت اور انصاف کے ساتھ اس کو چلائیں۔ پھر سچے فلسفیوں کے خواص پر نہائت دلچسپ بحث آتی ہے، اور بتایا جاتا ہے، کہ سچے فلسفی جو حکومت دیئے جانے کے اہل سمجھے جاسکتے ہیں، ان میں علم اور راستی کے لئے سچی تڑپ ہونی چاہیئے، جہالت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہیئے، تن آسانی کا ذرا خیال نہیں ہونا چاہیئے، دولت سے بے نیاز ہونا چاہیئے، عالی حوصلہ اور وسیع القلب ہونا چاہیئے، انصاف پسند ہونا چاہیئے، زود فہم، ذکی اور ذہین ہونا چاہیئے، حافظہ کا تیز ہونا چاہیئے ان کی طبیعت میں توازن ہونا چاہیئے، جب یہ ساری باتیں ہو چکیں، تو اعتراض ہوتا ہے، کہ کچھ ہی ہو، فلسفی دو عیبوں سے خالی نہیں ہوتے، اگر اُن کی نیت بخیر نہ ہو، تو وُہ لسّان اور ہوشیار ہوجاتے ہیں، اور ہوشیاری سے لوگوں کو گمراہ کرتے رہتے ہیں۔ اگر نیت بخیر ہو تو وُہ بیچارے اس قدر سیدھے اور سادہ ثابت ہوتے ہیں، کہ ان کی دانائی اور انصاف پسندی کا دُنیا کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اس کا جواب سقراط کی زبان سے افلاطون یہ دیتا ہے، کہ اس میں قصور کس کا ہے، اگر لوگ فلسفیوں کی سچّی قدر کرنے والے ہوں، تو انہیں سیاسی لیڈروں سے مقابلہ کی غالباً چالاکی اور ہوشیاری سے کام لینا نہ پڑے، اور نہ ان سے ڈر کر درویشی اور گوشہ نشینی اختیار کرنی پڑے۔ بس فلسفیوں کی قدر کی جائے، اور انہیں موقعہ دیا جائے، تاوُہ آگے آئیں، اور حکومت کے سب کاموں میں راہنمائی کریں۔ لیکن پھر سوال پیدا ہوتا ہے، کہ ایسے اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ لیاقت والے فلسفی آئیں کہاں سے؟ اس کا جواب سقراط یہ دیتا ہے، کہ حکومت خود ہونہار بچّوں کو شروع سے منتخب کرے، پھر ان کی مناسب تعلیم اور تربیت کا انتظام کرے، اور ہر مرحلہ پر انتخاب ہوتا چلا جائے، اور وُہ جو آخری طور پر اس بات کے اہل سمجھے جائیں، اُن کو سب قسم کے علوم سکھائے جائیں، اور جسمانی تربیت بھی اُن کی اعلیٰ درجہ کی ہو، ان کو جسمانی ورزش کے اعلیٰ طریق سکھائے جائیں، ریاضی سکھائی جائے، علم ہیئت

پڑھایا جائے، اور آخر میں فلسفہ پڑھایا جائے۔ فلسفہ کا منتہیٰ کیا ہے؟ حقائق اشیاء کا علم، اور پھر حقائق در حقائق کا علم۔ مذہبی زبان میں سچے فلسفہ کا مطلب یہ ہے، کہ اس میں خدا تعالیٰ کی صفات کا مطالعہ کیا جائے، اور دیکھا جائے، کہ کس طرح خدا تعالیٰ کی صفات دُنیا میں جاری ہوتی ہیں، اور اُن کے باریک در باریک مظاہر کیا ہیں؟ اور ان کا آپس میں کیا نظام ہے؟

یہ وُہ فلاسفر ہیں، جن کو افلاطون سوسائٹی کا ہر سیاہ و سفید سپرد کرنا چاہتا ہے، افلاطون اپنی خیالی عمارت کی آخری اینٹ یہ کہکر رکھ دیتا ہے، کہ دُنیا کا کام صرف ایک صورت سے چل سکتا ہے، اور وُہ یہ کہ یا فلاسفر بادشاہ ہوں یا بادشاہ فلاسفر، نہ اکیلے فلاسفر کوئی کام کرسکتے ہیں، اور نہ اکیلے بادشاہ۔ Digitized by Khilafat Library

انسوس ہے، افلاطون اپنے اس عظیم الشان تخیّل کی عملی مثال کوئی پیش نہ کر سکا، اور اس کا یہ تخیّل جس میں وُہ فلسفیوں کو بادشاہت کے مقام پر دیکھنا چاہتا تھا، وُہ ہمیشہ تشنۂ تکمیل ہی رہا، یہاں تک کہ ایک پاس کے علاقہ میں خود افلاطون کو بادشاہت کے حقوق اور ہر قسم کے اختیارات دیئے گئے، لیکن اپنی ساری دانائی کے باوجود سخت ناکام رہا، اور وہاں کے اہلکاروں سے کسی بات پر جھگڑا ہو جانے کی وجہ سے واپس گھر آگیا، اور اپنی ناکامی سے اس بات کا عملی ثبوت دے گیا، کہ دانائی اور بادشاہت جمع بھی ہو جاویں، پھر بھی کامیابی کے لئے کافی نہیں۔ اس نکتہ کو افلاطون خود اپنی سکیم پر ذرا سا غور کرنے سے پا سکتا تھا، لیکن اس نے ایسا نہیں کیا، یہی وُہ نکتہ ہے، جس سے ایک خالی فلسفی میں اور ایک خدا پرست انسان میں امتیاز کیا جا سکتا ہے۔ افلاطون اپنی سکیم میں ہر قسم کا اختیار فلسفیوں کو دیتا ہے، اور یہ اسی وجہ سے کہ باقی لوگ اس بات کے اہل نہیں، کہ وُہ حکومت کی باگ ڈور سنبھال سکیں، اور اس کے کئی قسم کے کاموں کو حکمت اور انصاف سے چلا سکیں، گویا سوسائٹی کے باقی حصّوں کو نااہل اور نالائق سمجھ کر حکومت کا کام فلسفیوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے، لیکن جب سوال ہوتا ہے، کہ فلسفی آئیں کہاں

ہے؟ تو جواب دیا جاتا ہے، کہ صحیح تعلیم و تربیت سے۔ جب سوال ہوتا ہے، کہ صحیح تعلیم و تربیت کون کرے؟ تو جواب ہوتا ہے، کہ سوسائٹی کے باقی کرتا دھرتا، جو پہلے سے نااہل قرار دیئے جا چکے ہیں۔ حالانکہ جب وُہ نااہل قرار دیئے جا چکے ہیں، تو وُہ اس بات کے اہل کیونکر ہو سکتے ہیں، کہ ان کے سپرد اُن بچوں کی تعلیم و تربیت کردی جائے، جنہوں نے بعد میں سوسائٹی کے لیڈر بننا ہے۔ تعلیم و تربیت بھی نمونہ چاہتی ہے، اور جب نمونہ خراب ٹھہرا، تو تعلیم و تربیت درست کیسے ہو سکتی ہے؟ پس جب سوسائٹی خراب ہو چکی ہو، تو خالی تعلیم میں اصلاح کرنے سے اصلاح نہیں ہو سکتی، کیونکہ تعلیم کی اصلاح کرنے والے، اور اس کا انتظام کرنے والے وہی لوگ ہوں گے، جو خود قابلِ اصلاح ہوں گے، اگر وُہ قابلِ اصلاح نہیں، تو سوسائٹی بھی قابلِ اصلاح نہیں؛ اور اگر معمولی دیکھ بھال سے سوسائٹی اپنے آپ کو کامیابی کی طرف لے جا سکتی ہے، پھر اس کے لئے خاص لیڈر تجویز کرنے کی ضرورت نہیں۔

دُنیا کی وُہ اصلاحی سکیمیں جن میں سے خدا کے وجود کو خارج کیا جاتا ہے، وُہ بھی اسی چکر میں رہتی ہیں۔ ان میں پہلے یہ تسلیم کیا جاتا ہے، کہ دنیا میں بہت فساد پڑ چکا ہے، پھر وُہ ایک نیا تخیّل پیش کرتی ہیں، اور اس نئے تخیّل کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کوئی نئی تعلیمی سکیم پیش کرتی ہیں، اور دعویٰ کرتی ہیں، کہ اگر تعلیم کی اصلاح ہو جائے، تو دُنیا کی اصلاح ہو جائے گی۔ لیکن ان سکیموں میں یہ فراموش کر دیا جاتا ہے، کہ یہ تعلیم پھر انہی لوگوں کے ذریعہ دلائی جائیگی؛ جن کے متعلق مانا جا چکا ہے، کہ وُہ خود قابلِ اصلاح ہیں۔ اگر افلاطون اس نکتہ کو سمجھتا، تو وُہ فوراً اس نتیجہ پر پہونچتا، کہ جب انسانی سوسائٹی میں فساد پیدا ہو جائے، تو اس کی اصلاح خود اس کے اندر سے نہیں ہو سکتی، بلکہ ایک خارجی تحریک اور ایک خارجی سامان کو چاہتی ہے۔ یہ خارجی تحریک اور خارجی سامان کوئی انسانی فلسفہ تجویز نہیں کر سکتا، یہ تو آسمان ہی سے تجویز ہو کر آتا ہے۔ اور ثبوت اس کا تاریخ میں موجود ہے، کہ جب کبھی دُنیا میں فساد کی حالت پیدا ہو گئی،

خداتعالیٰ نے اپنا ایک بندہ مامور کر دیا، اور اُسے اپنی وحی سے پہلے اپنا آپ بتایا، پھر لوگوں کی اصلاح کے لئے کوئی نسخہ اُسے دے دیا۔ اور ہر آن اور ہر گھڑی اس کی ہمت بڑھائی، اور اس سے لوگوں کی اصلاح کا کام لیا۔

بہرحال دُنیا کی اخلاقی اور روحانی ترقی کے جو بھی بڑے بڑے دَور ہیں، ان میں سے ہر ایک یہی بتاتا ہے، کہ کسی مردِ خدا نے آکر اصلاح کا ذمہ لیا، اور اس مردِ خدا نے اصلاح کی صورت بھی یہی بتائی، کہ خدا کی طرف لَوٹو، اور اس پر سچا ایمان لاؤ، اسی سے معرفت، اسی سے اخلاق، اور اسی سے سب کچھ ملے گا۔

افلاطون کا بیدار دماغ اس حقیقت سے غافل نہ تھا، کہ اس کی سکیم ویسے تو گھڑی کے پُرزوں کی طرح مکمل ہے، صرف چابی کی کسر باقی ہے، لیکن چابی کی کسر کوئی معمولی کسر نہیں، آخر چابی لگے تو گھڑی چلے۔ اسی طرح فلسفی بادشاہ پیدا ہوں، تو ریاست کی سکیم مکمل ہو، اگر فلسفی پیدا ہو جائیں، تو انہیں وُہ طاقت اور اختیار کہاں سے ملے، جس سے وُہ اپنی باتیں لوگوں سے منوائیں۔ اور بادشاہ پیدا ہو جائیں، تو وُہ دانائی اور حکمت اور انصاف کی رُوح کہاں سے لائیں، جو سچی معرفت سے پیدا ہوتی ہے۔ غرض کہ فلسفی ہوں، تو بادشاہ کیسے بنیں، اور بادشاہ ہوں تو فلسفی کیسے بنیں؟

افلاطون بظاہر یہ زیادہ مشکل سمجھتا ہے، کہ فلسفیوں کو طاقت مل جائے، اور وُہ بادشاہ بن جائیں، لیکن یہ مشکل نہیں سمجھتا، کہ بادشاہ فلسفی بن جائیں۔ اس واسطے وُہ اپنی شاندار خیالی عمارت کی آخری اینٹیں اس امید پر رکھتا ہے، کہ ہوسکتا ہے کبھی کوئی ایسا بادشاہ بھی پیدا ہو، جس کا بیٹا فلسفی ہو، اور اس طرح دُنیا کو آخر ایک فلسفی بادشاہ مل جائے چنانچہ:۔

سقراط کہتا ہے، کیا کوئی کہہ سکتا ہے، کہ بادشاہوں اور حاکموں کے ہاں کبھی ایسے بیٹے پیدا ہوں گے، جن کو قدرت سے ایک فلسفیانہ مذاق اور فلسفیانہ طبیعت ملی ہو

Digitized by Khilafat Library

جواب ملتا ہے، نہیں یہ تو کوئی نہیں کہہ سکتا۔

پھر سقراط کہتا ہے، کہ اگر ایسے بیٹے پیدا ہوں، تو پھر کیا یہ ضروری ہے، کہ وُہ بڑے ہو کر خراب ہی ہو جائیں، یہ تو درست ہے، کہ ان کی صحیح تربیت مشکل ہے، لیکن یہ نہیں ہو سکتا، کہ کبھی ایک بھی ان میں سے ایسا نہ ہو، جس کو ہر بد اثر سے محفوظ کر لیا جائے، جواب ملتا ہے، کہ واقعی ایسا تو نہیں ہو سکتا۔ اس پر سقراط کہتا ہے، کہ بس اگر ایک بھی ایسا پیدا ہو جائے، اور وُہ ایک طرف حق اور حکمت سے کام لے، اور دُوسری طرف اپنے اختیار سے کام لے، تو وُہ صحیح حکومت قائم کرے گا، اور اس طرح افلاطون کا حکومت کے متعلق تصور جو بظاہر ناممکن معلوم ہوتا ہے، ممکن ہو جائے گا۔　　(ریاست باب ۶ صفحہ ۵۰۲)

ظاہر ہے، کہ افلاطون کو کامیابی کا یقین نہیں، ہاں دل کو تسلی دے لی ہے، کہ کبھی تو اتفاق سے گوہرِ مقصود مل ہی جائیگا، لیکن جہاں گوہرِ مقصود کے ملنے کا امکان یہ ہو، وہاں اس دُنیا کا کیا حال ہو گا، جسے ایک دفعہ نہیں بلکہ بار بار کبھی کسی بڑے اور کبھی کسی چھوٹے مصلح کی ضرورت رہتی ہے۔ افلاطون یعنی انسانی عقل کے انتہائی منظر سے تو اس دُنیا کو مایوسی ہی مایوسی ہے، ہاں خدا کی طرف سے مایوسی نہیں، کیونکہ خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے، اور اپنے وعدہ کے سچا ہونے کا عملی ثبوت بھی بہم دیا ہے، کہ وُہ کبھی کبھی نہیں، اور نہ کسی کسی کو، بلکہ ہر زمانے میں اور ہر کوشش کرنے والے کو اپنی راہ دکھانے کے لئے تیار ہے، چنانچہ فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔

جب ہم افلاطون کی کتاب میں یہ سب کچھ پڑھتے، تو ہم اس کے بلند پایہ تخیّل کی داد دیتے، اور ساتھ ہی انسانی عقل کی بیچارگی پر بھی تاسف کرتے۔ لیکن دُوسری طرف ہمیں خُدا کا فضل نظر آتا، جو ہمیں ایک بشاشت بخشتا۔ انسانی عقل کی بے مائگی اور اس کی محرومی کو دیکھ

Digitized by Khilafat Library

کہ ہم اور بھی ولولہ سے خُدا کی نعمتوں کا ذکر کرتے، اور کہتے، دیکھو! افلاطون جیسا فلاسفر انسانی زندگی کی فلاح و بہبود کے لئے اس کو علم و عرفان اور خیر و برکت کے اعلیٰ ترین مقام پر پہنچانے کے لئے ایک نہائت ہی شاندار سکیم بیان کرتا ہے، اسکیم کے ہر ایک جزو پر بحث کرتا ہے، اور پھر اپنی طرف سے اس کی آخری اینٹ بھی رکھ دیتا ہے، لیکن وُہ ساری سکیم خیال ہی خیال رہ جاتی ہے، پڑھنے والا جب تک اس کے مطالعہ میں مصرُوف رہتا ہے، چُست رہتا ہے، اور ایک سرور حاصل کرتا رہتا ہے، لیکن وُہ جونہی اس کے مطالعہ سے فارغ ہوتا ہے، اسے معلوم ہوتا ہے کہ اوہو! یہ تو سب خیال ہی خیال تھا، حقیقت کچھ نہ تھی۔ لیکن اس کے مقابلہ میں خدا کا فضل دیکھو! کہ اس نے انسان پر رحم کر کے دُنیا میں مامور بھیجے، ان کو خود اپنی وحی سے اپنی صفات کا علم و عرفان دیا، اور اس طرح سے سچّا فلسفہ ان کو سکھایا، پھر اس میں یہ تاثیر رکھی کہ وُہ لوگوں کے دلوں، ان کی نیّتوں اور ان کے ارادوں کو پاک کر سکیں۔ ایسے پاک کہ اس کے بعد وُہ ہر نیک تحریک کو دل سے قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائیں، اور سچّے فلسفہ اور سچّے فلسفیوں کا وُہ تصرّف ان پر ہو جائے، کہ کسی حکومت اور بادشاہ کو بھی وُہ تصرّف اپنی رعایا پر حاصل نہ ہو سکے۔ پس فلسفی بادشاہ کا تصوّر صحیح ہے، لیکن اس کی عملی شکل کہاں ہے؟ سوائے ماموریت اور خلافت کے، کہ خلافت بھی دراصل ماموریت کی نیابت ہی کا نام ہے۔ لیکن فلسفہ کے مطالعہ کے دوران میں ہمیں یہ خیال کبھی نہ سُوجھ سکتے، ہمیں کبھی یہ محسوس نہ ہوتا کہ انسانی عقل باوجود اپنے بلند دعویٰ کے بالکل لاچار ہے، اور اس کے ساتھ اگر خدا کا فضل نہ ہو، تو انسان کے لئے سوائے موت کے اور کوئی راستہ نہیں۔ ہمیں یہ بالکل محسوس نہ ہوتا، اگر ہمارے سامنے خدا کے اس فضل کا ایک زندہ نمونہ نہ ہوتا۔ یہ زندہ نمونہ ہمارا وُہ امام ہے، جس کی خلافت افلاطون کے فلسفی بادشاہ کے خیالی تصوّر کی حقیقی اور عملی تعبیر ہے۔ ہمارا امام ہمارا فلسفی اور بادشاہ ہے، جو حقائق و دقائق سے واقف ہے اور جو اس آخری حقیقت یعنی خُدا کی صفات کا علم رکھتا ہے،

Digitized by Khilafat Library

اور روز روز اس کا علم ترقی کرتا رہتا ہے، جسے ان صفات کے ظہور کا مشاہدہ ہر دم ہوتا رہتا ہے، جو ہمیں اس کے آخری اور مکمل کلام یعنی قرآن مجید کے نہاں در نہاں معانی بتاتا رہتا ہے، جو جانتا ہے، کہ اخلاق میں، تمدن میں، سیاست میں، اور تعلیم میں، خدا تعالیٰ کی شریعت کا کیا منشاء اور مدعا ہے، جو اس شریعت کے دوبارہ قیام کے لئے جرأت اور دلیری سے کام لے رہا ہے جس کو قلوب پر وہ تصرف حاصل ہے، اور جس کے حکموں میں وُہ تاثیر ہے، کہ بادشاہوں کو بھی وُہ تصرف اور تاثیر حاصل نہیں۔

Digitized by Khilafat Library

پھر ہمارا امام افلاطون کے شاندار خیالی تصوّر کی ایک زندہ مثال ہی نہیں، بلکہ وُہ اس سے بہت بڑھ کر ہے۔ کیونکہ جو یقین اس کو اپنے فلسفہ پر ہے، وُہ اس یقین سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے، جو افلاطون کے فلسفی کو اپنے دماغ سے نکالے ہوُئے فلسفہ پر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہمارے فلسفی کو راہنمائی خود خالقِ حقیقت سے ملتی ہے۔ پھر جو اعتماد اس کو اپنی حکومت پر ہے، وُہ بھی افلاطون کے فلسفی بادشاہ کو اپنی حکومت پر نہیں ہو سکتا، کیونکہ افلاطون کے فلسفی بادشاہ کی حکومت جمہور کی مرہونِ منت ہے، لیکن ہمارے امام کی حکومت جمہور کی مرہونِ منت نہیں، بلکہ وہ اسی کی مرہونِ منت ہے، جو سب طاقتوں اور حکومتوں کا پیدا کرنے والا اور ان کو قائم کرنے والا ہے۔ پس ہمارا امام اصل فلسفی اور اصل بادشاہ ہے، کیونکہ اس کا فلسفہ خدا تعالیٰ کی صفت حکیم کا مظہر ہے، اور اس کی حکومت، خدا تعالےٰ کی صفت عزیز کی مظہر

حضرت امیر المومنین کا فنِ تصنیف اور خطابت

سال گزشتہ کے اوائل میں بعض حضرات نے رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی سوانح حیات قلمبند کرنے کے لئے پیش کی تھیں، جسے نظارت تالیف و تصنیف کے معیار پر پورا اترنے کی صورت میں خلافت جوبلی کے موقعہ پر شائع کرنے کا فیصلہ ہُوا تھا۔ اس سلسلہ میں پنجاب کے جواں سال ادیب و شاعر چودھری عبدالرشید صاحب تبسم بی۔اے نے بھی قلم اٹھایا ہے اور "مقامِ محمود" کے نام سے ایک نہائت اچھی کتاب تصنیف کی ہے۔ جس کے مسودہ کی نظر ثانی نظارت تالیف و تصنیف کی زیر ہدائت ہو رہی ہے۔ لیکن چونکہ اب وقت نہائت قلیل رہ گیا ہے، اس لئے یہ کتاب جوبلی پر شائع نہ ہو سکے گی، امید ہے، انشاء اللہ جلسہ کے معاً بعد شائع ہو جائیگی۔ ذیل میں ہم چودھری صاحب موصوف کی اجازت سے اس کا ایک حصہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ اس سے اندازہ ہو سکیگا، کہ یہ کتاب کس قدر ٹھوس، مفید اور علمی معلومات پر مشتمل ہے۔ — ایڈیٹر

کامیاب ترین مُصنّف } حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی انشاء پردازی وجدانی ہے اکتساب کو اس میں دخل نہیں۔ وجدانی انشاء پردازی میں خصوصیاتِ تحریر کے لحاظ سے نَوشتی اور کُہنہ مشقی میں نمایاں فرق نہیں ہوتا۔ انشاء پرداز کے انشاء

میں جو خصوصیات ابتداء میں نظر آتی ہیں، وہی پختگی مشق کے بعد موجود رہتی ہیں۔ وجدان فطرت کا عطیہ ہے۔ فطرت بعض خاص خاص انسانوں کو خاص خاص علوم وجدانی طور پر ودیعت کرتی ہے، اس میں کوشش کو دخل نہیں۔ اس کے برعکس اکتسابی انشاء پردازی میں نومشقی سے کہنگی تک ارتقا صاف نظر آتا ہے، اور ہر مرحلہ پر انشاء پرداز کی خصوصیاتِ تحریر تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔

حضرت امیرالمومنین ابھی بچے ہی تھے، کہ آپ کا رجحان تحریر کی طرف ہوگیا، اور آپ تشحیذ الاذہان اور ریویو آف ریلیجنز میں مضامین لکھنے لگے۔ یہی نہیں، بلکہ تشحیذ الاذہان کی ادارت بھی آپ ہی کے سپرد تھی۔ اس کے بعد ۱۹۱۳ء میں حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی اجازت سے اخبار "الفضل" کا اجراء ہوا، تو اس کے ایڈیٹر بھی آپ ہی تھے، چنانچہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات تک آپ ہی "الفضل" کے فرائض ادارت ادا کرتے رہے۔ جب آپ خلیفہ منتخب ہوئے، تو قلمدانِ ادارت قاضی اکمل صاحب کو تفویض ہوا، اور آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہر شعبہ کے لئے یکساں طور پر وقت دینے لگے۔

Digitized by Khilafat Library

گویا آپ کی انشاء پردازی کی ابتداء صحافت سے ہوئی، اور صحافت اس وقت چھوٹی جب جماعت احمدیہ کی بہبود کا تمام بوجھ آپ پر آپڑا۔ چنانچہ ۱۹۱۴ء میں منشی محمد الدین صاحب فوق نے ایک کتاب "اخبار نویسوں کے حالات" لکھی تھی، جس میں منشی صاحب نے حضرت امیرالمومنین کو اس وقت کے ممتاز ترین ایڈیٹروں میں شمار کیا، اور آپ کے حالات بشرح وبسط شائع کئے۔

صحافتی زندگی کے دوران میں آپ نے زیادہ مقالات مذہبی اور نیم مذہبی رنگ میں سپردِ قلم کئے، جن میں متانت اور استدلال کا عنصر نمایاں نظر آتا ہے۔ اخبار نویسی اور پھر ہندوستانی اخبار نویسی میں مبالغہ، ہنگامہ آرائی، شوکتِ الفاظ اور حقیقت سے بُعد ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اگر اخبار میں کوئی سچی بات اور غیر جانبدارانہ رائے درج ہو جائے، تو یہ قارئین کی خوش قسمتی سمجھئے، ورنہ ادارہ اس قسم کی "غلطی" نہیں ہونے دیتا۔ حضرت امیرالمومنین کی صحافت میں ان باتوں کو دخل نہیں تھا۔ رسائل

اور اخبار میں ان کے مضامین یکساں متین اور حقائق سے لبریز ہوتے تھے۔ اس سے دو ہی نتیجے اخذ ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ آپ فنِ صحافت سے واقف نہ تھے، اس لئے اپنے ہمعصر صحافت نگاروں کی تقلید نہ کر سکے، دوسرا یہ کہ آپ نے اس قسم کی اخبار نویسی کے خلاف قصداً علمِ بغاوت بلند کیا، اور فنِ صحافت کی ایک نئی طرح ڈال دی۔ قادیان کے تمام اخبارات کو ان کے اجراء سے لے کر اب تک سرسری طور پر دیکھنے سے پتہ چلتا ہے، کہ ہمارا دوسرا استنباط صحیح ہے۔ آپ نے عام فرسودہ اندازِ صحافت کو چھوڑ کر اپنے لئے ایک نئی طرز ایجاد کی، اور قادیان کے پریس کو اس طرز کی طرف لے گئے۔ چنانچہ آپ کے صحافت نگاری چھوڑ دینے کے بعد بھی قادیان کے اخبارات اسی راستہ پر گامزن رہے، اور رفتہ رفتہ یہ طرز پختہ ہو گئی۔ اب صحافت کا قادیان سکول باقی صحافت سے بالکل جداگانہ اور مستقل حیثیت رکھتا ہے۔ اس سکول میں بھی اصلاح کی بہت گنجائش ہے، کیونکہ جن دنوں حضرت امیر المومنین صحافت نگار تھے، حالات کی رفتار کچھ اور تھی، اب اور ہے، اور صحافت کا قادیان سکول وہیں کا وہیں ہے، جہاں اُسے حضرت امیر المومنین نے چھوڑا تھا، مگر اس کا یہ مطلب نہیں، کہ اس سکول کی جداگانہ ہستی مٹا کر اسے عام صحافت سے واصل کر دیا جائے، بلکہ انہی اصول کو جن پر اس سکول کی بنیاد ہے، زیادہ نمایاں کرنے کی ضرورت ہے۔

صحافتی مصروفیتوں سے علیحدہ ہوتے ہی حضرت امیر المومنین نے تصنیفِ کتب کو بھی اپنے فرائض میں شامل کر لیا، تقریر اور تحریر دو ہی ذریعے ہیں، جن سے انسان اپنا مافی الضمیر ظاہر کر سکتا ہے۔ ان میں سے تقریر عارضی چیز ہے، اور اس کا اثر وقتی ہوتا ہے۔ تحریر ایک مستقل چیز ہے، اور جب تک وہ موجود ہے، خود مصنف اس کے اندر موجود ہے، اس لئے اس کا اثر زائل نہیں ہوتا۔ مذہبی پیشوا، وہ مذہبی پیشوا جس نے تبلیغِ صداقت اپنی زندگی کا اول و آخر فریضہ قرار دے لیا ہو، کس طرح اپنے اظہارِ خیالات کی رفتار کم کر سکتا ہے؟ چنانچہ حضرت امیر المومنین نے اس پچیس سال کے عرصہ میں قریباً ساٹھ مستقل رسائل اور کتابیں تصنیف کی ہیں، یہ ساٹھ کتابیں علوم کے ساٹھ چشمے

Digitized by Khilafat Library

ہیں، جن سے تشنگانِ علوم پیاس بجھاتے ہیں۔ اسلام سے تعلق کسی موضوع پر کچھ لکھنا ہو، تو حضرت امیر المومنین کی تصانیف سے کوئی شخص استفادہ کرنے پر اپنے مطلب کی ہر چیز پا سکتا ہے۔ چنانچہ احمدیوں کو کافر کہنے والے بڑے بڑے علماء بھی وقتاً فوقتاً حضرت امیر المومنین کی کتب سے استفادہ کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں، اور بعض دفعہ تو بعض علماء کتاب کا حوالہ دیئے بغیر صفحے کے صفحے نقل کر جاتے ہیں، اور بعض دفعہ ان سے مطالب چرا کر اپنے نام سے اس طرح شائع کرا لیتے ہیں، گویا وہ انہی کی کاوشِ فکر کا نتیجہ ہے۔

جیسا کہ ہم نے پہلے کہا ہے حضرت امیر المومنین کا فنِ تصنیف وہبی ہے، اس لئے آپ کی تحریریں ابتداء سے لیکر آخر تک یکساں اور وہی خصوصیات نظر آتی ہیں۔ چند نمایاں خصوصیات یہ ہیں:-

Digitized by Khilafat Library

۱۔ عبارت، مطالب و معانی کی نسبت سے آسان اور سادہ ہے۔ دُور از کار محاورے اور مبتذل الفاظ کہیں استعمال نہیں کیے گئے۔ نہ محض لفاظی کی خاطر مطلب غلط ملط کیا گیا ہے، اور نہ مطلب اس طرح ادا کیا گیا ہے، کہ زبان اس کی متحمل نہ ہو سکے۔ زبان نہائت شستہ، فقرے ایک دوسرے سے قدرتی طور پر مربوط ہیں۔ فصاحت کی نسبت بلاغت زیادہ ہے۔

۲۔ کسی امر کے جواز یا عدم جواز کے لئے آپ چند دلائل سامنے رکھ لیتے ہیں، اور ان دلائل کو پھیلا کر اس طرح بیان کرتے ہیں، کہ ان کی تردید کی گنجائش نہیں رہتی۔ پھر ساتھ ساتھ آپ دلائل کو حقائق و شواہد کا سہارا دیئے جاتے ہیں، جن سے آپ کا مضمون اتنا ٹھوس ہو جاتا ہے، کہ نقاد اس پر انگلی نہیں اٹھا سکتا۔ آپ کی تحریر دلائل، حقائق اور شواہد سے معمور ہونے کی وجہ سے اتنی پُر مغز ہوتی ہے، کہ اس کا خلاصہ کرنا ناممکن نہیں، تو دشوار ضرور ہو جاتا ہے۔

۳۔ آیاتِ قرآنی کا حوالہ اس سلیقے سے دیتے ہیں، کہ آئت کے سیاق و سباق کو دیکھا جائے، تو معلوم ہوتا ہے، کہ وُہ اسی موقعہ پر استعمال ہونے کے لئے نازل ہوئی تھی۔

۴ - جو کتابیں گو عالمگیر تعلیم کی حامل ہیں، مگر ان میں مخاطب ایک خاص شخص یا خاص گروہ ہے، ان میں خصوصیت کے ساتھ وُہ انداز تحریر اختیار کیا ہے، جو باقی لوگوں کی نسبت اس خاص شخص یا خاص گروہ پر زیادہ اثر انداز ہوتا ہے، اور اس کی فطرت اسے جلد قبول کرتی ہے۔ "تحفۃ الملوک" اور "تحفہ شہزادہ ویلز" اس تبیل کی قابلِ ذکر تصانیف ہیں۔ "تحفہ شہزادہ ویلز" کا لہجہ بائیبل کے لہجہ کا مثنٰی ہے، اور عیسائیوں کو بے حد مانوس معلوم ہوتا ہے۔

۵ - آپ کی ہر تصنیف میں ادراک، جذبات کا گریباں گیر ہے۔ بہترین تحریر وہ ہے، جس میں ادراک، اور جذبات یعنی عقل اور عشق کا توازن قائم ہو۔ خدائی کلام ظاہری وجوہ میں سے محض اس وجہ سے سب انسانی تحریروں پر فائق ہے، کہ اس میں ادراک اور جذبات کا توازن ہر موقعہ پر موجود ہے، اس کی مثال انسانی کلام میں کم ملتی ہے۔ کوئی انسانی تحریر جس قدر اس خصوصیت کی زیادہ حامل ہوگی، اتنی ہی وُہ زیادہ کامیاب تصوّر کی جائے گی۔ حضرت امیر المومنین کی اکثر و بیشتر کتب میں یہ توازن اس حد تک قائم ہے، کہ نہ صرف دَور حاضر کے کسی مصنّف کی تحریریں موجود نہیں، بلکہ اسلاف کی تحریریں بھی اس کی حریف نہیں ہو سکتیں۔

۶ - غیر مرئی نظامِ الٰہی یا مابعد الطبیعۃ سے متعلق موضوعات حضرت امیر المومنین کو بہت مرغوب ہیں۔ چنانچہ ذکرِ الٰہی، حقیقۃ الرویا، تقدیرِ الٰہی، ملائکۃ اللہ اور ہستی باری تعالیٰ اس باب میں آپ کی خاص تصانیف ہیں۔ ان موضوعات پر ہمارے اسلاف یعنی ائمہ کرام نے جو کچھ لکھا ہے، وُہ محض اشارات کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت امیر المومنین نے ان کو مستقل موضوع قرار دے کر شرح و بسط کے ساتھ وُہ مناظر قارئین کو دکھانے کی کوشش کی ہے، جو خود آپ نے دل کی آنکھ سے دیکھے۔ حضرت امیر المومنین سے پہلے مسئلہ تقدیر پر جو کچھ لکھا گیا ہے، وُہ نہائت مبہم ہے۔ اس موضوع پر حضرت امیر المومنین کی تصنیف پہلی کتاب ہے، جس نے انسان کے پس پردہ غیبی طاقت پر روشنی ڈالی ہے۔ دقّتِ مضمون اور فقدانِ مواد کو مدِّنظر رکھتے ہوئے حضور کی کتاب "تقدیرِ الٰہی"

Digitized by Khilafat Library

کو اگر دورِ حاضر کا بہترین علمی شاہکار کہا جائے، تو بیجا نہ ہوگا۔

ہماری بیان کردہ پہلی پانچ خصوصیات حضرت امیر المومنین کی ہر تصنیف میں یکساں موجود ہیں، اور جس شخص نے حضور کی ایک کتاب ہی پوری توجہ سے پڑھی ہو، وُہ ہزاروں انشاء پردازوں کے مضامین میں سے فوراً حضرت امیر المومنین کا مضمون پہچان سکے گا۔ حقیقت یہ ہے، کہ دورِ حاضر کی اسلامی دُنیا میں قلم پر جو قدرت آپ کو حاصل ہے، وہ بہت کم لوگوں کو حاصل ہے؛ بلکہ بعض خصوصیات کے اعتبار سے آپ کے سوا کسی اور کو میسّر نہیں۔ آپ صحیح معنوں میں سُلطان القلم ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

اندازِ خطابت

سنہ ۱۹۰۷ء کی بات ہے، کہ حضرت امیر المومنین نے اپنے دوستوں میں ملکۂ تقریر پیدا کرنے کی غرض سے انجمن ارشاد قائم کی۔ آپ اس انجمن کے صدر تھے۔ یہ حقیقت واضح کرتی ہے، کہ حضرت امیر المومنین کا رجحان بچپن ہی سے تقریر کی طرف تھا۔ لیکن ہم صحبت و ہم عمر بچوں میں تقریر کر لینا اور بات ہے، اور ہزارہا خلق خدا کی موجودگی میں کسی موضوع پر اظہارِ خیالات کرنا اور بات ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں، کہ خلیفہ بننے تک آپ کو تقریر کی مشق ہو چکی تھی، لیکن ہنوز اس معاملہ میں آپ پختہ کار نہ تھے؛ جوں جوں تجربہ ہوتا گیا، آپ کا اندازِ خطابت ایک خاص طرز اختیار کرتا گیا، یہاں تک کہ بہت جلد آپ کو زبان پر پوری پوری قدرت حاصل ہوگئی، اور آپ ملک کے صفِ اول کے مقرروں میں شمار ہونے لگے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ہندوستان اور پنجاب میں سیاسی اور مذہبی فضا مکدّر ہوگئی، جس پر نہ صرف قادیان میں بلکہ باہر جا کر بھی آپ کو کثرت سے تقریریں کرنی پڑیں۔ عوام اس وقت غلط راستہ پر جا رہے تھے مسلمان قدم قدم پر لغزشیں کر رہے تھے، اور ان کے اپنے ہاتھوں رسوائی و بربادی کا سامان پیدا ہو چکا تھا۔ یہ باتیں ایسی نہ تھیں، جو حضرت امیر المومنین کے دل پر اثر نہ کرتیں، چنانچہ اس موقعہ پر آپ نے جو تقریریں کیں، ان میں ظاہری خوبیوں کے

علاوہ جوش اور سوز و گداز بھی نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ سوز و گداز ہر انسان کو نصیب نہیں ہوتا، لیکن جس کے دل میں ایک دفعہ پیدا ہو جائے، پھر اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا، یہی چیز انسانی زندگی کو تلخ بناتی ہے، اور یہی اسے دوام بخشتی ہے۔ انسان میں سوز و گداز نہ ہو، تو وہ اشرف المخلوقات کے درجہ سے گر جاتا ہے، یہی شے اسے باقی تمام مخلوقِ خدا سے ممتاز کرتی ہے۔ سوزِ نفس کا کمال انسان کو انسان کامل بناتا ہے، اور انسانیت کو ماپنے کا صرف یہی ایک پیمانہ ہے۔ فقر، غنا، اور توکل اسی کے ناتمام مظہر ہیں۔ اور یہ چیز حضرت امیر المومنین کی طبیعت میں فراواں ہے یہی وجہ ہے، کہ تھوڑے ہی عرصہ میں حضرت امیر المومنین بے مثال آتش نوا مقرر بن گئے، اور اپنے بیگانے سب آپ کو خراج تحسین ادا کرنے پر مجبور ہوئے۔ دوران تقریر میں آپ کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ تیر و نشتر کا حکم رکھتا ہے۔ الفاظ مونہہ سے نکلتے ہی سامعین کے دل میں ترازو ہو جاتے ہیں اور درد ان کی رگ رگ میں کروٹیں لینے لگتا ہے۔ یہ کیفیت سامعین کو عمل پر مجبور کر دیتی ہے اور وہ آپ کے ارشاد کی تعمیل میں دیوانہ وار کوشاں ہو جاتے ہیں۔ بات آپ کے دل سے نکلی ہوتی ہے، اس لئے اس کا اثر محض وقتی نہیں ہوتا۔ وہ سامعین کے دلوں کو مدت تک گرمائے رکھتی ہے، اور وُہ خود بخود عمل کی طرف کھچے جاتے ہیں۔

حضرت امیر المومنین نفسیاتِ انسانی کے ماہر ہیں، اس لئے سامعین کے دل تک پہونچنے کے لئے قریب ترین راستہ اختیار کرتے ہیں۔ خیالات اس انداز سے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ہر انسان کی فطرت انہیں یکساں طور پر قبول کرتی ہے۔ جب آپ سوسائٹی کے مصائب پر تبصرہ کرتے، اور ان کے بعض خاص پہلوؤں پر زور دیتے ہیں، تو ہر سامع یہی سمجھتا ہے، کہ حضور کا اشارہ اسی کی طرف ہے، اور آپ اسی کو اصلاحِ نفس کی تلقین کر رہے ہیں۔ کون انسان ہے جس میں کوئی نہ کوئی کمزوری نہیں؟ پھر کونسی ایسی کمزوری ہے، جو ہر انسان میں یکساں پائی جاتی ہو؟ یہ مقرر کا کمال ہے، کہ وُہ انسانی کمزوری کے اس پہلو کو چھیڑے، جو تمام سامعین میں

یکساں نمایاں ہو۔

تحریر کی طرح تقریر میں بھی حضرت امیر المومنین ادراک اور جذبات کا توازن قائم رکھتے ہیں جہاں آپ کا دماغ پے در پے دلائل پیش کئے جاتا ہے، وہاں دل انہیں جذبات کا رنگ دیکر زبان پر ایسے الفاظ جاری کرتا ہے، جنہیں سنکر سامعین کی روح اہتزاز کر اٹھتی ہے۔

آپ جو تقریر اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں میں کریں، اس میں دلائل کا عنصر غالب ہوتا ہے، اور ناخواندہ اور عام لوگوں میں جذبات کا پہلو نمایاں رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ ناخواندہ لوگوں کا دماغ خفتہ ہوتا ہے، ان کے دل کو اپیل کر کے انہیں سرگرم عمل کیا جا سکتا ہے۔ پھر آپ کی جس تقریر کا رُخ محض جماعت احمدیہ کی طرف ہو، اس میں زیادہ دلائل کی ضرورت نہیں ہوتی، اس لئے کہ اس میں آپ کو کسی امر کا جواز یا عدم جواز ثابت نہیں کرنا ہوتا، بلکہ محض ہدائت کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے آپ کا صرف فرما دینا کافی ہے، کہ فلاں کام اس طرح کرو یا فلاں کام نہ کرو۔ آپ کی زبان سے نکلا ہؤا ہر لفظ جماعت احمدیہ کے لئے قانون کا حکم رکھتا ہے۔ کوئی بات آپ کی زبان سے نکلی، اور احمدیوں نے اس پر عمل کیا۔ اس کے برعکس حضور کی جو تقریر کلیتہً غیر احمدیوں یا غیر مسلموں میں ہو، اس میں دلائل کا پلّہ بھاری ہوتا ہے۔ اس لئے کہ کوئی بات ان کے ذہن نشین کرانے کے لئے اس کی اہمیت واضح کرنا نہائت ضروری ہے۔ اول الذکر انداز کی تقریروں میں آپ کے وہ لیکچر خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں، جو آپ نے جماعت احمدیہ پر مجلس احرار اور حکومت کے بعض افسروں کی متحدہ یورش کے زمانہ میں دیئے اور مؤخر الذکر طرز میں یوں تو بیسیوں لیکچر خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں، لیکن ۱۹۳۵ء میں آپ نے "عربی زبان ام الالسنہ ہے" کے موضوع پر جو لیکچر لاہور کے وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال میں دیا، شائد اس کی مثال دورِ حاضر کے کسی مقرر کے لیکچروں میں تلاش نہیں کی جا سکتی۔

Digitized by Khilafat Library

قادیان کے سالانہ جلسہ میں آپ ہر سال دو دن تقریر کرتے ہیں۔ پہلے دن سلسلہ کے

نظام اور دُنیا کے متعلق عام باتیں ہوتی ہیں۔ اس میں آپ چند واقعات بیان کرتے ہیں بعض لطیفے بھی بیان کئے جاتے ہیں، جو مقرر کے مافی الضمیر کی اچھی طرح وضاحت کر دیتے ہیں دوسرے دن کسی علمی مسئلہ پر آپ لیکچر دیتے ہیں، یہ لیکچر تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے ہوتا ہے اکثر لوگ ساتھ ساتھ نوٹ بھی لیتے جاتے ہیں۔

حضرت امیر المومنین لگاتار چھ چھ گھنٹے تک بے تکان تقریر کر سکتے ہیں، اور کئی موقعہ پر کی ہے۔ جب آپ کو لمبی تقریر کرنی ہو، مضمون کی سُرخیاں نوٹ کر کے سامنے رکھ لیتے ہیں، اُدھر بیس پچیس منٹ کے بعد زیرِ بحث سُرخی سے اگلی سُرخی دیکھ لیتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

ضرورت اور برکاتِ خلافت

(از جناب خان بہادر چودھری نعمت خان صاحب ریٹائرڈ سیشن جج)

جب خداوند کریم نے ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا، تو فرشتوں سے مخاطب ہو کر فرمایا، کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً یعنی میں دُنیا میں اپنا ایک خلیفہ اور جانشین پیدا کرنے لگا ہوں۔ فرشتوں نے اپنی کرہی طاعت اور تسبیح و تقدیس کا ذکر کر کے خلافت کی عدم ضرورت کا احساس کیا، مگر خداوند کریم نے ان کو سمجھا دیا، کہ یہ کرہی نہیں بلکہ طوعی خلافت ہوگی، جس کے لئے تمہیں بھی خلیفۃ اللہ کا تابع فرمان ہونا پڑے گا۔ اس پر فرشتوں نے لبیک کہکر خلیفۃ اللہ کی خدمت کا بار اپنی گردن پرلے لیا۔

بے شک کرہی طور پر تمام مخلوق خداوند کریم کی تسبیح کرتی ہے، لیکن طوعاً اس بارِ امانت کو اٹھانے والا خلیفۃ اللہ ہی ہے چنانچہ آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا وَاَشْفَقْنَ مِنْھَا وَحَمَلَھَا الْاِنْسَانُ اس پر شاہد ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالےٰ نے سورج، چاند، دن، رات اور آسمان و زمین کی پیدائش اور خاصیتوں کا ذکر کر کے نفس انسان کی خصوصیات کو آیت وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰھَا سے ظاہر فرمایا ہے۔ گویا نفس انسان تمام مخلوق کی خوبیوں کا جامع ہے، جس طرح انسان کا جسم تمام مادی مخلوق کا جامع ہے، اسی طرح اس کا نفس تمام مخلوق کی صفات کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے، لہٰذا وہ دونوں یعنی خالق اور مخلوق

Digitized by Khilafat Library

کا خلیفہ ہے، اور خلافت اس کے جسم اور روح دونوں میں رچی ہوئی ہے، اور اس کی پیدائش کی غرض واحد قیام خلافت ہے، اور تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا جُبّہ پہن کر خداوند کریم کی صفات کا مظہر بننا ہے۔ خداوند کریم کی ذات وراء الوراء ہے! اور جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے، انسان نے طوعاً اس کا خلیفہ بننا ہے، لہذا اس کے لئے اس کی صفات کا علم حاصل کرنا لابدی ہے۔ لیکن اس کی عقل الٰہی صفات کا کچھ ادھورا اور نامکمل سا نقشہ کھینچ سکتی ہے، اس لئے خدا تعالیٰ نے انبیاء کا سلسلہ جاری فرمایا، تا وہ وحی اور الہام کے ذریعہ سے اس کی صفات کا علم حاصل کرکے پہلے خود خلیفۃ اللہ بنیں، اور پھر اپنی قوت قدسی کے ذریعہ سے دوسروں کو خلیفۃ اللہ بنائیں۔ ابتداء میں حضرت آدم علیہ السلام کا کنبہ بہت تھوڑا تھا، اس لئے ایک ہی پیغمبر اُن کے لئے کافی تھا۔ لیکن جوں جوں نسل انسانی ترقی کرتی گئی، اور مختلف ممالک میں پھیلتی گئی، ہر ایک ملک میں علیحدہ علیحدہ نبی بھیجنے کی ضرورت پڑتی گئی، اور یہ سلسلہ ایک لمبے عرصہ تک جاری رہا، حتیٰ کہ فخر رسل سید ولد آدم وخاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ آگیا، اور مختلف ممالک کے درمیان تجارتی تعلقات قائم ہوکر ان کو ایک دوسرے کا علم ہوا، تو جامع شریعت کا دَور دورہ ہوا، اور تمام دُنیا میں ایک خلافت قائم کرنے کے سامان پیدا ہونے لگے۔ لیکن ذرائع آمدورفت محدود ہونے کی وجہ سے اس جامع شریعت کی تکمیلِ اشاعت کا وقت آخری زمانہ قرار دیا گیا۔

Digitized by Khilafat Library

اللہ تعالیٰ کا شروع سے ارادہ تھا، کہ جس طرح ابتدائے آفرینش میں ساری دُنیا میں ایک خلافت تھی، اسی طرح آخر میں بھی دُنیا میں ایک ہی خلافت قائم ہو، اور اس کی ابتداء رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے شروع ہوئی۔ اس خلافت کا ذکر تمام دنیا کے انبیاء کرتے رہے، اور اس کا وقت بھی بتاتے رہے، اور آخر میں تو کلام الٰہی نے نہائت تفصیل اور وضاحت سے اس کا ذکر کیا، اور صریحاً بتا دیا، کہ اس وقت دُنیا ایک شہر کی مانند ہوگی، اور ذرائع آمدورفت اس قدر آسان ہو جائیں گے، کہ چند دنوں میں ساری دُنیا کا سفر ہو سکے گا، اور اشاعتِ دین کے

ایسے سامان ہوں گے، کہ دُنیا کے ایک سرے سے دُوسرے سرے تک تحریر اور تقریر کے ذریعہ سے نہائت قلیل عرصہ میں پیغام حق پہونچایا جاسکے گا۔ چنانچہ یہ زمانہ آیا، اور خداوند کریم نے اپنا ایک مامور بھیجا، جس کے ذریعہ سے دُنیا میں دوبارہ ایک ہی خلافت قائم ہونی مقدر تھی۔ خوش قسمت لوگوں نے اس کو شناخت کیا، اور کر رہے ہیں، اور محروموں نے اس کی مخالفت کر کے خسر الدنیا والآخرہ کا خمیازہ بھگتا۔ وُہ مامور من اللہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود اور مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، جن کی صداقت کو پرکھنے کے لئے کسی لمبی چوڑی تفتیش کی ضرورت نہیں۔ زمین و آسمان پکار پکار کر کہہ رہے ہیں، کہ وُہ سچے ہیں، اور زمانہ خود شاہد ہے، کہ یہی وقت ہے، جب موعود جملہ ادیان آنا چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library

اتنے بڑے مصلح اور ریفارمر کی حیثیت کے سمجھنے میں کوئی دقت نہیں ہے، دُنیا کے تمام پیشوایانِ مذاہب نے اس کا نبی اور رسول ہونا بیان فرمایا، اور خاتم الرسل فداہ ابی و امی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو نبی اللہ کا خطاب دیا۔ تمام دُنیا کیا ہندو اور کیا عیسائی، کیا یہودی اور کیا زرتشتی، کیا بدھ اور کیا مسلمان تمام کے تمام اس بات کے قائل ہیں، کہ موعود جملہ ادیان نبی ہوگا، لیکن ہمارے چند بھولے ہوئے بھائی جو پہلے ان کو نبی تسلیم کرتے تھے، اب ان کی نبوت کا اس واسطے انکار کرنے لگ گئے ہیں، کہ کہیں ان کے بعد خلافت کا اقرار نہ کرنا پڑے۔ وُہ ان کی شان کو کم کر کے ان کو مجدد اور محدّث سے بڑھانا نہیں چاہتے۔ مجدد تو محض اسلام کی اصطلاح ہے، اور مجددوں کی پیدائش تو اسلام کی پیدائش کے ساتھ ہوئی ہے، پہلے انبیاء تو مجددوں کے وجود کا تصوّر بھی نہیں کرسکتے تھے، ان کے بعد تو ان کے خلفاء بھی انبیاء ہوتے تھے، اسی واسطے انہوں نے جو موعود جملہ ادیان کا ذکر فرمایا ہے، تو اس کو نبی اللہ ہی فرمایا ہے۔ اور اتنی بڑی اصلاح ایک مجدد کر بھی کیسے سکتا تھا۔ یہ ایسا زمانہ ہے، کہ اس میں خدا کی الوہیت سے بھی انکار ہے، اور نبوت و رسالت سے بھی انکار ہے، اس واسطے ضرورت اس بات کی تھی، کہ ایک نبی ظاہر ہو کر نبوت کا زندہ

نمونہ بنے، اور اپنے تجربہ اور نشانات کے ذریعہ سے خدا کی الوہیت ثابت کر کے دکھائے، چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا، اور ایسا ہی اس مامور من اللہ نے دعویٰ کیا۔ اس دعوے سے ہمارے بھائیوں کو انکار نہیں، لیکن وہ اس کی کھینچ تان کر تاویل کرتے ہیں، حالانکہ وُہ خود خلافت کے تنازعے سے پیشتر اس دعویٰ کو بلا تاویل مانتے چلے آئے، لہذا یہ تاویل کسی طرح سے بھی معقول نہیں کہلا سکتی۔ دُنیا کا کوئی سلسلہ بغیر تنظیم کے نہیں چل سکتا، اور ہمارے بچھڑے ہوئے بھائیوں کو بھی باوجود انجمن کی خلافت کا راگ الاپنے کے ایک امیر جماعت تسلیم کرنا پڑا۔ لیکن امارت کے لفظ سے سیاست کی بُو آتی ہے۔ امیر اپنے احکام کو جبر سے منواتا ہے، بشرطیکہ اس میں جبر کرنے کی ہمت ہو۔ لیکن نبیوں کا سلسلہ جبر پر مبنی نہیں ہے، لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ سے واضح ہے، کہ مذہب میں جبر نہیں ہوتا۔ مذہب کی بُنیاد محبّت اور آشتی پر ہے، نبیوں میں ایک قوتِ قدسی ہوتی ہے، جس کے ذریعہ سے ان کے پیرو اُن پر دل و جان سے فدا ہوتے ہیں، اور اپنا تن من دھن اُن پر ذوق اور شوق سے قربان کرتے ہیں۔ نبیوں کے قائم مقام اور خلفاء بھی ایسے ہی ہونے چاہئیں، کہ ان کے دینی بھائی ان پر تن من دھن نثار کریں، ورنہ وُہ نبی کے نائب اور جانشین کہلانے کے مستحق نہیں ہو سکتے۔

جن لوگوں کو خداوند کریم نے چشمِ بصیرت دی ہے، وُہ بڑی آسانی سے دیکھ سکتے ہیں، کہ جماعت احمدیہ کو بھی خداوند کریم نے ایسی ہی خلافت عطا فرمائی ہے، جس پر ہزاروں جانیں قربان ہیں۔ کیا کسی امیر نے ایسے جاں نثار پیدا کئے ہیں، جو دُنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تبلیغ اسلام کر رہے ہیں، اور کئی کئی سال تک اپنے بیوی بچوں عزیز و اقرباء سے دور رہتے ہیں۔ کیا کسی امیر نے کوئی مجاہدِ چین یا مجاہدِ بخارا پیدا کیا۔ کیا کسی امیر کا ساتھی محض اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر کہیں قید ہوا، اور قید کی صعوبتیں بخوشی اور بطیب خاطر برداشت کیں۔ کیا کسی امیر کا متبع محض دین کی خاطر کسی خونخوار مخالف کے وار سے زخمی ہوا۔ کیا کسی امیر کے

Digitized by Khilafat Library

سابقیوں نے ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو اسلام اور احمدیت میں داخل کیا۔ کیا کسی امیر کی جماعت نے ایک ہی سال میں اس قدر مالی قربانی کی، کہ اگر ایک طرف ایک ماہ کی سالم آمدنی خلافت جوبلی فنڈ میں دی، تو اسی قدر اور اس سے زیادہ تحریک جدید میں دیا، اور پندرہ فی صدی جلسہ سالانہ کے لئے اور پندرہ فی صدی چندہ خاص کے لئے علاوہ اپنے ماہواری چندوں کے ادا کیا۔ امیر صاحب کو دے کر فخر کرنے کے لئے قرآن شریف کی تفسیر ہی پیش کرنی پڑتی ہے۔ وُہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی تفسیر نہیں ہے، بلکہ اکثر جگہ حضرت صاحب کی تفسیر سے مخالف ہے۔ لیکن یہ فخر بھی بے جا فخر ہے۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتابوں میں قرآن شریف کی تفسیر نہیں کی ہوئی ؟ اور کیا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنی جملہ تصانیف اور جلسہ سالانہ کی تقاریر اور خطبات جمعہ میں قرآن شریف کی تفسیر نہیں کی ہوئی ؟ اور کیا مبلّغین سلسلہ عالیہ احمدیہ بیرونی ممالک میں قرآن شریف کی تفسیر لوگوں کو نہیں بتا رہے۔ وُہ لوگوں کو قرآن شریف کی زندہ تفسیر بنا رہے ہیں، جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ مبارک قرآن شریف کی زندہ تفسیر تھی، اور جس طرح ان کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے اخلاق قرآن مجید کی تفسیر تھے، اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور مبلغین سلسلہ لوگوں کو قرآن شریف کی زندہ تفسیر بنا رہے ہیں، اور یہی وُہ تفسیر ہے جو اصلی تفسیر ہے۔ کیا ہُوا اگر کاغذی تفسیر میں جس سے غیر مسلم اور مبتدی ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں، کچھ تاخیر ہو گئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے جماعت کی محبت اور خداوند کریم کی نصرت ان کے سچا ہونے کی دلیل ہے۔ کاش ہمارے بھولے ہوئے بھائی اپنی ضد اور تعصب کو چھوڑ کر اپنے سابقہ عقائد اور اعمال کے ذریعہ سے خلافتِ ثانیہ سے اسی طرح وابستگی اختیار کریں، جس طرح خلافتِ اولیٰ سے کی تھی، اور فلاح دارین حاصل کریں۔

Digitized by Khilafat Library

اوّلیاتِ حضرت امیرالمومنین

(از حضرت میر محمد اسحاق صاحب)

بہت سے مؤرخین، مثلاً امام جلال الدین سیوطیؒ نے خلفاء کی اوّلیات لکھی ہیں، یعنی وُہ کام جو پہلے پہل ان خلفاء نے کئے، اور ان سے قبل وُہ کام نہیں ہوئے تھے۔ مثلاً خلفاء میں سے حضرت عمرؓ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے امیر المومنین کا لقب اختیار کیا۔ آپ سے پہلے خلیفہ یعنی حضرت ابوبکرؓ امیر المومنین نہ کہلاتے تھے، بلکہ آپ کو لوگ خَلِیْفَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ کے لقب سے مخاطب کرتے تھے۔ سو امیر المومنین کا لقب اختیار کرنا حضرت عمرؓ کی اوّلیات میں شمار ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ پہلے خلیفہ ہیں، جنہوں نے لوگوں کی کثرت کی وجہ سے جمعہ کے روز زوال شمس کے ہوتے ہی اذان دلوائی، حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لیکر حضرت عمرؓ کی وفات تک جمعہ کے روز صرف خطبہ کے شروع ہونے کے وقت اذان دی جاتی تھی۔ اس لئے جمعہ کے دن دو اذانوں کا دلوانا اوّلیات عثمان غنیؓ میں سے ہے۔ سلف صالحین کی اس سنت کے مطابق میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اوّلیات میں سے نمونہ کے طور پر دس اوّلیات کا ذکر کروں گا، یعنی حضور کے متعلق وُہ دس باتیں لکھوں گا جو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہمہ تن برکت زمانہ میں یا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہٗ کے عہد سعادت مہد میں نہیں ہوئیں، بلکہ اُن کا وجود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے

Digitized by Khilafat Library

خیر و برکت والے زمانہ میں وقوع پذیر ہوا۔

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں منارۃ المسیح کی بنیاد رکھی گئی، لیکن تکمیل نہ ہوسکی، حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں منارۃ المسیح کے متعلق کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا، لیکن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے زمانہ میں منارہ اپنی تکمیل کو پہونچا، اور ظاہری طور پر بھی "بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد" کا الہام نہائت آب و تاب سے پورا ہوا۔

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مجلس قائم کی، جس کے تمام ممبر مرد تھے، کوئی عورت اس کی ممبر نہ تھی، اور اس کا نام صدر انجمن احمدیہ تجویز کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی نے بہت سی مجلسیں قائم کیں، بعض اپنے زمانہ میں اور بعض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں، مگر یہ سب مجلسیں مردوں کی تھیں، مثلاً تشحیذ الاذہان، مجلس احباب اور مجلس ارشاد، لیکن مستورات کی کوئی علمی، تمدنی اور مجلسی انجمن نہیں بنائی گئی۔ مگر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے عورتوں کی بھی ایک مجلس قائم کی جس کا نام لجنہ اماء اللہ رکھا، اور اس طرح احمدی خواتین نے اجتماعی حیثیت سے کام کرنا، اور عورتوں کی اصلاح کی جدوجہد شروع کی۔

۳۔ ابتداء سلسلہ احمدیہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک جلسہ سالانہ کی تقریب صرف مردوں تک محدود تھی، لیکن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے زمانہ میں جہاں مردوں کا جلسہ ہوتا ہے، وہاں احمدی مستورات کا جلسہ بھی نہائت اہتمام اور شان و شوکت سے منعقد ہوتا ہے، یہاں تک کہ اب دس ہزار کے قریب عورتیں اس جلسہ میں شریک ہوتی ہیں، اور ان کا علیحدہ پروگرام بنتا ہے۔ اسی طرح زنانہ مہمانوں کے لئے قیام و طعام کا تمام انتظام لجنہ اماء اللہ کی نگرانی میں صرف عورتیں سرانجام دیتی ہیں۔

۴۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں گو ہر احمدی مبلغ تھا، مگر باقاعدہ تبلیغی

Digitized by Khilafat Library

مشن کہیں بھی نہ تھے، حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ووکنگ مشن جاری ہوا، مگر وہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کا ذاتی مشن تھا، گو حضرت خلیفۃ المسیح اول رض کی اجازت سے کھولا گیا تھا، لیکن بہر حال مرکز احمدیت کے ماتحت کوئی تبلیغی مشن ابھی تک ظہور پذیر نہ ہوا تھا، لیکن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے زمانہ میں نہ صرف ہندوستان میں بیسیوں تبلیغی مشن کھولے گئے، بلکہ ہندوستان سے باہر پرانی اور نئی دنیاؤں میں اس قدر مشنوں کا افتتاح ہوا، کہ مشرق اقصیٰ سے لیکر مغرب بعید بلکہ مغرب البعد یعنی شمالی اور جنوبی امریکہ تک احمدی مشنوں کا ایک جال بچھا دیا گیا، تا وہ پیشگوئی پوری ہو، جسے قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے، هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ. یعنی خدا نے اپنا رسول ہدائت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا، تا اسے تمام دینوں پر غالب کرے، اگرچہ کافر کس قدر ناراض ہی کیوں نہ ہوں۔

۵۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حمامۃ البشریٰ میں تحریر فرماتے ہیں، کہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے، ثُمَّ يُسَافِرُ الْمَسِيْحُ الْمَوْعُوْدُ اَوْ خَلِيْفَةٌ مِنْ خُلَفَائِهٖ اِلٰى اَرْضِ دِمَشْقَ یعنی مسیح موعود یا اس کا کوئی خلیفہ دمشق کا سفر اختیار کرے گا۔ اس حدیث کو پورا کرنے کے لئے نہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دمشق تشریف لے گئے، اور نہ حضور کے پہلے خلیفہ کو یہ موقعہ ملا، لیکن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ پہلے خلیفہ ہیں، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس فرمان کے مطابق دمشق تشریف لے گئے، اور وہاں عوام اور خواص میں آپ اور آپ کے ساتھیوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی نہائت کھول کھول کر تبلیغ کی۔

Digitized by Khilafat Library

۶۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں دیکھا، کہ میں لنڈن میں ایک ممبر پر کھڑے ہو کر تقریر کر رہا ہوں، لیکن اس خواب کی تعبیر خود حضور کے وہاں تشریف لے جانے سے

پُوری نہیں ہوئی، اور نہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ وہاں تشریف لے گئے، کہ یہ پیشگوئی آپ کے ذریعہ پوری ہوتی، بلکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وُہ پہلے خلیفہ ہیں، جو لنڈن میں تشریف لے گئے، وہاں حضور نے ویمبلے کی نمائش میں تقریر کی، اور اس طرح حضور کے وجود کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ خواب پُورا ہُوا۔

۷۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے کشوف مبارکہ میں قادیان کی ظاہری ترقی کے نظارے دیکھے، لیکن خود حضور کے زمانہ میں باوجود ہزاروں آدمیوں کے رجوع کے قادیان محض ایک گاؤں کی حیثیت رکھتا تھا، حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے زمانہ میں اس گاؤں نے قدرے ترقی کی، مگر جو امور شہر اور گاؤں میں امتیاز کرتے ہیں، وُہ قطعاً آپ کے زمانہ میں اس مگر وقوع پذیر نہیں ہوئے، البتہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے زمانہ میں تمام وُہ امور نمایاں طور پر ظہور پذیر ہونے لگے، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشوف کو پُورا کرنے والے اور قادیان کی ظاہری ترقی کا موجب ہو رہے ہیں، مثلاً موٹروں کا چلنا، ریل کا آنا، تارگھر کا افتتاح، ٹیلیفون کا اجراء اور بجلی کی روشنی وغیرہ وغیرہ۔

۸۔ اس زمانہ میں روحانی علوم کا منبع اور مرجع عربی زبان ہے، کہ دینی علوم اس زبان کے جاننے کے بغیر پُوری طرح حاصل نہیں ہو سکتے، اور جسمانی علوم کا منبع اور مرجع انگریزی زبان ہے، کہ دنیوی علوم اس زبان کے جاننے کے بغیر پوری طرح تحصیل نہیں کئے جا سکتے، لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر عربی کے تو چالیس ہزار مادے ایک رات میں کھول دیئے گئے، اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ اس زبان کے بہت بڑے ماہر تھے، لیکن خدا کے یہ ہر دو برگزیدہ بندے انگریزی زبان سے ناآشنا تھے، مگر حضرت امیر المومنین چونکہ ظاہری اور باطنی علوم سے پُر کی پیشگوئی کے مصداق ہیں، اس لئے جہاں آپ عربی زبان کی انتہائی کُتب بڑی آسانی سے پڑھ اور سمجھ سکتے ہیں، وہاں انگریزی زبان کی ہر کتاب خواہ وُہ کسی علم پر ہو، بخوبی مطالعہ کر سکتے ہیں۔ اس لحاظ سے

Digitized by Khilafat Library

آپ پہلے خلیفہ ہیں، جو انگریزی اور عربی یعنی ظاہری اور باطنی ہر دو قسم کے علوم سے بہرہ ور ہیں۔

۹۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ساری عمر تبلیغ میں مصروف رہے، اور کوئی سیاسی کام آپ کو کرنے کا موقعہ نہیں ملا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا زمانہ بھی محض تبلیغ و تعلیم میں صرف ہوا، لیکن چونکہ مصلح موعود کا کام "اسیروں کی رستگاری" بھی تھا، اس لئے خدا کی مصلحت نے یہ چاہا، کہ ہمارے موجودہ امام کو علاوہ اپنی علمی اور تبلیغی مصروفیت اور جماعت کی عملی تربیت کے کشمیر کے لاکھوں مظلوم مسلمانوں کو جو ڈوگرہ راج کے ماتحت اسیر بلکہ اسیروں سے بدتر تھے، قیدِ مظلومیت سے آزاد کرانے کے لئے وہ سیاسی سرگرمی دکھلانی پڑی، جس کے کامیاب حربے دیکھ کر دُنیا دنگ رہ گئی، اور دوست دشمن سب نے یہ اقرار کیا، کہ آریوں کے مقابلہ میں علاقہ ملکانہ میں اگر جماعت احمدیہ کی کامیاب تبلیغی جدوجہد نے یہ ثابت کر دیا تھا، کہ جماعت کا موجودہ امام تبلیغی جنگ میں سب کو نیچا دکھا سکتا ہے، تو کشمیر کی سیاسی لڑائی نے یہ امر پایۂ ثبوت تک پہونچا دیا، کہ امام جماعت احمدیہ سیاسی جنگ میں بھی کسی مدبر سے مدبر جرنیل سے کم نہیں۔ حضور کے اس سیاسی جنگ ہی کا یہ نتیجہ ہے، کہ ریاست کشمیر میں ملک کے نمائندوں کی ایک قانون ساز مجلس بنکر اپنا کام کر رہی ہے بیگار موقوف کر دی گئی ہے، اور ملازمتوں میں مسلمانوں کی آبادی کے تناسب سے حصہ ملنے کی خیالی سکیمیں اب آہستہ آہستہ عملی جامہ پہن رہی ہیں۔

۱۰۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حکومتِ وقت کے نہائت وفادار تھے، اور آپ نے اپنی جماعت کو بھی اس فرمانبرداری کی تعلیم دی۔ لیکن حضور کی زندگی میں ایسا موقعہ نہ آیا، کہ کوئی عملی خدمت اس حکومت کی سرانجام دیتے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ حکومتِ وقت کے نہائت فرمانبردار تھے، مگر آپ کے عہد میں بھی ہماری جماعت کو حکومت کی امداد کا کوئی موقعہ میسر نہیں آیا۔ البتہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پہلے خلیفہ ہیں، کہ جس سال آپ منصبِ خلافت پر قائم ہوئے، اسی سال حکومتِ وقت کو ایک خطرناک مہم یعنی جنگِ عظیم پیش آئی، جس

پر ہمارے امام نے دلی وفاداری کو عملی جامہ پہنانے کا موقعہ حاصل کیا، اور سینکڑوں ہزاروں احمدیوں نے آپ کے ارشاد کی تعمیل میں نہائت مستعدی، وفاداری اور محبت و اخلاص سے اس مہم کے مختلف شعبوں میں کام کیا۔ اور جماعت نے اپنی مالی حیثیت سے زیادہ جنگ میں قرضہ اور چندہ سے امداد دی۔ اور پھر آج جبکہ حکومتِ وقت دوبارہ پہلے سے زیادہ خطرناک دشمن کا مقابلہ کر رہی ہے، ہمارے امام کے ارشاد کے ماتحت احمدیوں کی ٹیریٹوریل کمپنی دنیا کے امن کے قیام، ہٹلرازم کو مٹانے اور ہندوستان کو اس کے بداثر سے بچانے کے لئے میدانِ عمل میں آگئی ہے۔ اور ہم احمدی دل و جان سے اس مشکل کے وقت دنیا کے امن کے قیام کے لئے اپنی گورنمنٹ کی تائید میں ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔

یہ دس باتیں بطور نمونہ لکھی جاتی ہیں، ورنہ سینکڑوں امور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے بے نظیر کارناموں اور حضور کی اوّلیات پر مشتمل ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

تفسیر سروری

یعنی

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب جماعت احمدیہ کے مفسر قرآن کی وہ تفسیر جو رسالہ ریویو اردو میں شائع ہوتی رہی ہے، اس کی چند جلدیں برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں۔ یہ تفسیر شروع سے آٹھویں پارے تک کی ہے۔ مگر حقیقت میں قرآن مجید کے قریباً تمام مشکل مقامات کا حل اس میں کیا گیا ہے۔ اور اس لحاظ سے گویا سارے قرآن کی تفسیر ہے۔ اس کے کل دو ہزار صفحے ہیں قیمت صرف چھ روپے رکھی گئی ہے۔ یہ تفسیر نہائت عام فہم اور مفید ہے۔ رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال کر کے طلب فرمائیں۔ بعد میں یہ علمی خزانہ کسی قیمت پر نہیں مل سکے گا۔

مینیجر رسالہ "ریویو" اردو قادیان

حضرت امیر المؤمنین کے عہد میں زنانہ جلسہ سالانہ کی ترقی

(از بیگم صاحبہ حضرت میر محمد اسحاق صاحب)

Digitized by Khilafat Library

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنَ کِسْرٰی" یعنی میرے ہاتھ میں کسریٰ شاہِ ایران کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں، لیکن حضور علیہ السّلام دُنیا سے تشریف لے گئے، اور ایران فتح نہ ہوا، بلکہ حضرت عمر رض کے زمانہ میں ایران فتح ہوا، اور کسریٰ کے خزانہ کا مالِ غنیمت حضرت عُمر رض کے سامنے مدینہ میں پیش کیا گیا۔ اس سے کیا نتیجہ نکلا؟ یہ کہ کسی نبی کے ساتھ جو وعدے کئے جائیں، وُہ کبھی تو اُس کے اپنے وجُود کے ذریعہ پُورے ہوتے ہیں، اور کبھی اس کے خلفاء اور سچّے متبعین کے ذریعہ، اور یہ کہ حضرت عُمر رض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور سچّے متبع تھے۔ اسی طرح حضور علیہ السّلام کی بعض پیشگوئیاں اور حضُور کے زمانہ کے بعض ادھورے کام حضرت ابوبکر صدیق رض، عثمان غنی رض، اور علی ابن ابی طالب رض کے ذریعہ، اور اُن کے زمانہ میں پُورے ہوئے، جس سے دُنیا نے معلوم کر لیا۔ کہ یہ چاروں اصحاب حضُور کے سچّے جانشین، اور حقیقی متبع تھے۔ اور یہ خدا تعالےٰ کی ایک قدیمی سُنّت ہے، کہ وُہ اپنے انبیاء کے کاموں کو جو وُہ شروع کرتے ہیں، اُن کے زمانہ میں ایک بیج اور چھوٹے سے پودے کی طرح رکھتا ہے، لیکن بعد میں اس کے خلفاء کے ذریعہ اسی بیج کو

ایک عظیم الشان درخت کی شکل دے دیتا ہے ، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اپنے رسالہ " الوصیّت " میں فرماتے ہیں:۔

" یہ خدا تعالےٰ کی سُنت ہے ، اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ، ہمیشہ اس سُنت کو وُہ ظاہر کرتا رہا ہے ، کہ وُہ اپنے نبیوں ، اور رسُولوں کی مدد کرتا ہے ، اور اُن کو غلبہ دیتا ہے ، جیسا کہ وُہ فرماتا ہے ۔ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ، اور غلبہ سے مراد یہ ہے ، کہ جیسا کہ رسُولوں اور نبیوں کا یہ منشا ہوتا ہے ۔ کہ خدا کی حجت زمین پر پُوری ہو جائے ، اور اس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکے ۔ اسی طرح خدا تعالےٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے ، اور جس راستبازی کو وُہ دُنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں ، اُس کی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے ، لیکن اُس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا ، بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے اندر رکھتا ہے ، مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے ، اور جب وُہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں ، تو پھر ایک دُوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے ، اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے ، جن کے ذریعہ سے وُہ مقاصد جو کسی قدر نا تمام رہ گئے تھے ، اپنے کمال کو پہونچتے ہیں " ۔

Digitized by Khilafat Library

خدا تعالےٰ کی اِس قدیمی سُنت کے مُطابق سلسلۂ احمدیہ میں بھی ایسا ہی ہُوا ، کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے وُہ کام جو ایک بیج کی طرح یا ایک چھوٹے سے پودے کی طرح تھے ، حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ میں پایۂ تکمیل تک پہونچے ، اور بعض کام جو خلافتِ اُولےٰ میں بھی مکمل نہ ہو سکے تھے ، وُہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ بنصرہٖ العزیز کے زمانۂ مبارک میں مکمل کئے گئے ، جس سے ظاہر ہو گیا ، کہ یہ ہر دو بزرگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے سچے جانشین اور حقیقی متبع تھے ، تبھی تو وُہ

کام جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شروع کیا تھا، ان بزرگوں کے ہاتھ سے مکمل ہوئے۔

اِس وقت مَیں اُن تمام کاموں سے قطع نظر کر کے جلسہ سالانہ اور وہ بھی زنانہ جلسۂ سالانہ کے متعلق مختصر سا تبصرہ کرنا چاہتی ہُوں۔

جلسۂ سالانہ کی بنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۱ء میں رکھی، سب سے پہلے جلسہ پر ۷۵ مرد آئے، عورتوں کے متعلق کوئی تعداد شائع نہیں کی گئی، ممکن ہے کہ کوئی عورت بھی نہ آئی ہو، اِس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ تک جلسہ میں صرف مَردوں کے لئے تقریریں ہوتی تھیں، عورتوں کے لئے الگ جلسہ نہ ہوتا تھا، سوائے اس کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بیعت کے لئے جب مستورات آتی ہوں، تو حضور انہیں نصائح فرماتے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافتِ اُولےٰ میں بھی گو عورتیں زیادہ تعداد میں قادیان میں آنے لگیں، لیکن اُن کے لئے علیٰحدہ پروگرام نہ ہوتا تھا، بلکہ وُہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیعت کرتی اور گھر ہی میں حضور کے نصائح سنتی تھیں۔ لیکن خلافت ثانیہ کے شروع میں جب عورتیں کافی تعداد میں آنے لگیں، اور حضور کی توجہ سے قادیان کی عورتوں میں علمی، تمدنی، اور تبلیغی بیداری پیدا ہونے لگی، تو پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دار میں، پھر مسجد اقصیٰ میں، اور بعد میں شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کے مکان کے فراخ صحن میں عورتیں جلسہ کرنے لگیں، اور لجنہ اماء اللہ کے وجود پذیر ہونے کے بعد لجنہ کی نگرانی میں ان کا پروگرام تیار ہو کر عملی جامہ پہننے لگا۔ پھر اس سے بھی زیادہ ترقی کی طرف قدم اٹھایا گیا، اور مَردوں کی طرح عورتیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دار اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور بعض اور اصحاب کے مکانات میں زنانہ مہمانوں کے قیام وطعام کا انتظام کرنے لگیں۔ مہمان نوازی کے شعبے مقرر ہونے شروع ہوئے، اور اُن پر مناسب کارکن عورتوں کی تعیین ہونے لگی،

اور مردوں کی طرح ہر شعبہ تفصیل وار انتظام کے نیچے آ کر عورتوں کے قیام وطعام اور لیکچروں کے پروگرام کے لحاظ سے مردوں کے جلسہ کی طرح مستقل طور پر زنانہ جلسہ کی بنیاد مستحکم ہوتی گئی۔ اس کے بعد جب عورتیں زیادہ سے زیادہ آنے لگیں، اور شیخ صاحب موصوف کے مکان کا صحن باوجود نہایت فراخ ہونے کے ناکافی ثابت ہونے لگا، تو کئی سال تک زنانہ جلسہ صدر انجمن کی ایک بہت وسیع چار دیواری میں ہونے لگا، جس میں بیک وقت ہزاروں عورتیں شریک جلسہ ہو سکتی تھیں۔ اس جلسہ گاہ میں مردوں کے جلسہ کی طرح سٹیج بنائی گئی، ٹکٹ طبع کئے گئے، اور بیسیوں منتظمات ومعاونات کی زیر نگرانی جلسہ کیا جانے لگا۔ چھوٹے بچوں کو رکھنے، جلسہ گاہ میں شور وغل کو روکنے، پانی پلانے، استقبال کرنے، مناسب جگہ پر بٹھانے، لیکچراروں کو بلانے، ان کے لئے چائے وغیرہ تیار کرنے، اور پروگرام کے مطابق جلسہ کی کارروائی کو چلانے کے لئے کلیتہً لجنہ اماء اللہ کی سرگرم ممبر پوری ذمہ داری سے کام کرنے لگیں۔ نیز قیام وطعام کے انتظام میں زیادہ سے زیادہ اصلاح اور باقاعدگی ہونے لگی۔ استقبال، صفائی، آب رسانی، روشنی، طبی امداد، انتظام سالن، انتظام روٹی، انتظام تقسیم طعام وغیرہ وغیرہ بیسیوں مدات بنائی گئیں، اور ہر کام کے لئے کئی منتظمات اور بیسیوں معاونات کام کرنے لگیں۔ ابنائے فارس کے خاندان کی مقدس خواتین اور قادیان کے بڑے سے بڑے گھرانہ کی مستورات اپنے ہاتھ سے مہمانوں کو کھانا کھلانے لگیں۔ اسی طرح سینکڑوں مستورات کو بیعت کرانا، اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور حضرت ام المومنین ایدہا اللہ کی زیارت سے مشرف کرانے کا انتظام بھی عورتیں ہی نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دینے لگیں۔ تقریروں کے پروگرام میں پہلے صرف مرد ہی حصہ لیتے تھے، آہستہ آہستہ حضرت امیر المومنین کی توجہ اور ارشاد کے ماتحت زیادہ سے زیادہ عورتیں حصہ لینے لگیں، اور ماشاء اللہ دن بدن لیکچرار عورتوں کا طبقہ وجود پذیر ہوتا گیا۔ اس کے بعد جب عورتیں

اس کثرت سے آنے لگیں، کہ ایک میدان میں باوجود خاموشی ہونے کے ایک بلند آواز لیکچرار کی آواز بھی سب نہ سُن سکتی تھیں، تو عورتوں کا جلسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے کھلے میدان میں قناتوں سے پردہ کرکے لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ منعقد ہونا شروع ہوا۔ اب خدا کے فضل سے اس جلسہ میں دس ہزار کے قریب عورتیں تقریروں کے وقت موجود ہوتی ہیں۔ اور پروگرام کا زیادہ حصہ مختلف لیکچرار عورتوں کی تقریروں پر مشتمل ہوتا ہے، اور سینکڑوں کارکن عورتیں اپنے بازوؤں پر بلّے باندھ کر ہر قسم کے انتظامات کرتی پھرتی ہیں، اسی طرح قیام وطعام کے انتظامات زیادہ سے زیادہ اعلےٰ اور عمدہ ہوتے جاتے ہیں، اور مردوں کے انتظام کی طرح عورتیں کے حصۂ انتظام میں ایک ناظمہ اور نائبہ ناظمہ، اور ان کے ماتحت بیسیوں منتظمات، اور پھر ان کے ماتحت سینکڑوں معاونات ہر وقت مہمانوں کی خدمت میں لگی رہتی ہیں، اور دونوں وقت زنانہ انتظام کی رپورٹیں افسر اعلےٰ کی وساطت سے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں پیش ہوتی ہیں۔ پھر اسی جلسہ کے انتظام کے ماتحت ایک شعبہ مصنوعات کی نمائش کا ہے، سال بھر تک احمدی مستورات مختلف دستکاریوں میں مشغول رہتی ہیں، اور اپنے امام کے ارشاد کے مطابق اپنے اوقات کو بیکاری سے بچانے کے لئے مختلف صنعتی مشاغل میں وقت صرف کرکے جلسہ کے موقعہ پر اپنے اپنے کام کی نمائش کرتی ہیں، اور سینکڑوں روپیہ کی اشیاء کی تجارت ہوتی ہے۔

غرض جلسہ سالانہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بیج کی طرح، اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک چھوٹے سے پودے کے برابر تھا، آج حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہدِ سعادت مہد میں اتنا عظیم الشان درخت بن گیا ہے، جس کی ہزاروں شاخوں میں لاکھوں پرندے گھونسلے بنا کر دن رات تسبیح وتحمید میں مشغول ہیں۔ فالحمدُ للہ علےٰ ذالک، اور یہ سب ترقی یقینی اور محکم دلیل ہے، اس بات پر، کہ حضرت امیر المؤمنین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی متبع اور سچے جانشین ہیں ؛

حضرت امیر المؤمنین کے عہد میں جماعت احمدیہ کی مالی قربانی

(از جناب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر بیت المال)

Digitized by Khilafat Library

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے عہد مبارک میں خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نے ہر رنگ، اور ہر پہلو سے ترقی کی ہے۔ اگر اس کی تفاصیل بیان کی جائیں، تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے رسالہ "ریویو" جیسا اور رسالہ کے محدود صفحات ناکافی ہیں۔ لیکن اس امر کے پیش نظر کہ خلافت جوبلی کے موقعہ پر حضور کے زمانۂ خلافت کے کارہائے نمایاں کا ایک مختصر خاکہ دنیا کے سامنے آجانا چاہیئے۔ میں بحیثیت ناظر بیت المال چند سطور میں اس بات پر روشنی ڈالوں گا، کہ حضور کے پچیس ۲۵ سالہ عہدِ خلافت میں سلسلہ نے مالی لحاظ سے کس قدر ترقی کی ہے۔

پیشتر اس کے کہ میں مالی ترقی کے متعلق کچھ عرض کروں، اس ماحول کا بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں، جس میں جماعت کی زمامِ قیادت حضرت امیر المومنین کے ہاتھ میں آئی، تا یہ اندازہ ہو سکے، کہ شاہراہ ترقی پر گامزن ہونے کے لئے حالات کس قدر مخالف تھے۔ اس کے لئے میں ناظرین کو حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی وفات کے زمانہ کی طرف لیجانا چاہتا ہوں، جبکہ غیر مبایعین کا فتنہ انتہائی زوروں پر تھا، اور اس نے جماعت میں سخت انشقاق

اور اختلاف پیدا کر رکھا تھا۔ صدر انجمن کے قریباً ہر شعبہ پر ان کا اقتدار تھا، اور وہ خلافت کو مٹانے کے درپے تھے، اور قدیم سنت اللہ کے ماتحت جو خلافت قائم ہوئی تھی، اس کے دامن سے اپنے اثر و رسوخ اور دامِ فریب سے جماعت کو الگ رکھنے اور گمراہ کرنے میں ہمہ تن معروف تھے۔ اس گروہ کو بلحاظِ علم، وجاہت اور دولت کے برتری کا ادعا تھا، اور یہ باتیں جماعت کو گمراہ کرنے میں ایک حد تک مؤثر آلہ کار بنی ہوئی تھیں۔ اور اپنی اس بڑائی کو صداقت کا معیار قرار دیتے ہوئے وہ یہ کہتے تھے، کہ جماعت کی اکثریت اور اہل الرائے اُن کے ساتھ ہیں۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اور آپ کی خلافت کی اُن کے نزدیک کوئی وقعت نہ تھی، بلکہ وہ یہ خیال کرتے تھے، کہ جو لوگ آپ کے حلقہ بگوش ہوئے ہیں، وہ عامی ہیں، اور جماعت میں اُن کو کوئی حیثیت حاصل نہیں ہے۔ حقیقۃ الامر بھی یہی ہے، کہ اگر خلافت کے ساتھ خدا تعالےٰ کی تائید اور نصرت شاملِ حال نہ ہوتی، تو دُنیاوی سامان سے اس گروہ کا مقابلہ نہایت مشکل تھا۔

سب سے پہلے خدا تعالےٰ کا تصرف حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تائید و نصرت کے لئے یہ ظہور میں آیا، کہ یہ لوگ خود بخود قادیان کو چھوڑ کر چلے گئے، اور اس طرح قادیان کی فضا اس طاغی عنصر سے پاک صاف ہو گئی، اور وہ صدر انجمن کے جملہ اداروں کو، جن پر وہ قابض تھے، خالی کر کے لاہور جا بیٹھے، جہاں انہوں نے ایک نئی انجمن کی بنیاد ڈالی، جس کا نام انجمن احمدیہ اشاعت اسلام رکھا، اور اس کے صدر مولوی محمد علی صاحب مقرر ہوئے۔ اس انجمن کا انہوں نے اپنے ہم خیال لوگوں کو ممبر بنایا، اور اس طرح خلافت حقّہ کی مخالفت کے لئے اس کے مقابلہ میں ایک اڈّہ قائم کیا۔ قادیان سے جاتے ہوئے انہیں یہ پختہ یقین تھا، کہ سلسلہ کا سارا کاروبار اُنہی سے وابستہ ہے، اور اُن کے چلے جانے کے بعد یہ کام درہم برہم، اور تباہ ہو جائے گا، چنانچہ ان میں سے بعض نے جاتے

Digitized by Khilafat Library

ہوئے، پیشگوئی بھی کر دی، کہ ہمارے جانے سے چھ ماہ بعد قادیان کے سکول اور بورڈنگ وغیرہ پر عیسائی مسلّط ہو جائیں گے۔ لیکن انہیں کیا معلوم تھا، کہ جسے وہ بچہ کہکر منصبِ خلافت کا نااہل ظاہر کرتے تھے، اسی کے ساتھ خدا تعالٰے نے جماعت کی بے نظیر ترقی مقدر کی تھی۔ چنانچہ دیکھنے والوں نے دیکھا، کہ اسی بچہ کے ذریعہ سلسلہ کو عظیم الشان ترقی اور عروج حاصل ہُوا۔

Digitized by Khilafat Library

غیر مبائعین کے فتنہ کے علاوہ حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ تعالٰے کے عہد میں اور بھی ایک سے ایک بڑھ کر کئی فتنے اُٹھے، مخالفتیں ہُوئیں، اور جماعت کی طاقت کو منتشر کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا، بعض اوقات حکومت کے بعض افسروں کو بھی شامل کیا گیا، لیکن آپ کے مقابلہ میں سب کو خدا تعالٰے نے خائب و خاسر رکھا، اور سلسلہ کو ہر رنگ میں دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی بخشی، اور آپ کی خلافت کے زمانہ میں نہ صرف ہندوستان میں بلکہ غیر ممالک میں بھی احمدیت کو فروغ حاصل ہُوا۔

حضرت امیر المومنین کو اللہ تعالٰے نے ناموافق حالات میں مقامِ خلافت پر کھڑا کیا، اور پھر آپ کی نصرت کر کے یہ ثابت کر دیا۔ کہ آپ کے ذریعہ سلسلہ کو جو ترقی ہُوئی ہے، وہ اتفاقی نہیں ہے، بلکہ اس میں الٰہی تائید کا ہاتھ کام کر رہا تھا۔

شائد کوئی یہ کہے، کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ بنصرہِ العزیز کو جو کامیابی حاصل ہُوئی ہے، اس میں صدر انجمن کے اُن اموال کا دخل تھا، جنہیں غیر مبائعین کے اکابر نے اپنے زمانۂ اقتدار میں جمع کیا تھا، اور جو اُن کے چلے جانے کے بعد آپ کے قبضہ میں آئے، سو اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ تعالٰے خلافت پر متمکن ہُوئے تھے، اُس وقت صدر انجمن ہزارہا روپیہ کی مقروض تھی، اور خزانہ میں صرف چند آنے موجود تھے، اس کے بعد طرح طرح کی مالی مشکلات کے باوجود حضور کے

کے عہد میں سلسلہ کے کاروبار کے لئے جو روپیہ مختلف اوقات میں وصول ہُوا، اس کا مختصر نقشہ یہ ہے:-

انجمن ترقی اسلام کا چندہ

ابتدائے خلافت میں جب صدر انجمن کے معتمد غیر مبایعین بھی تھے، اور وہ حضور کے منشاء کے مطابق کام ہونے میں روکاوٹیں ڈالتے تھے، آزادانہ طور پر سلسلہ کی تبلیغ وغیرہ کا کام چلانے کے لئے حضور نے مبایع ممبروں پر مشتمل ایک انجمن ترقی اسلام قائم کی، جس کے لئے مبایعین، صدر انجمن کے چندوں کے علاوہ ترقیٔ اسلام کا چندہ بھی دیتے تھے، یہ انجمن نظارتوں کے قیام سے قبل دسمبر ۱۹۱۸ء تک قائم رہی، اور باقاعدہ تبلیغی اغراض و مقاصد کے لئے ترقیٔ اسلام کا چندہ جمع ہوتا رہا۔

Digitized by Khilafat Library

ابتداء میں انگلستان میں ووکنگ مشن کے انچارج خواجہ کمال الدین صاحب تھے، جو وہاں احمدیت کی تبلیغ کو سمِ قاتل قرار دیتے تھے، اس لئے ترقیٔ اسلام کے ماتحت لنڈن میں علیحدہ مشن قائم کیا گیا، اور چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم۔اے کو، جو خلافتِ اولیٰ میں خواجہ کمال الدین صاحب کی مدد کے لئے ولایت بھیجے گئے تھے، اس مشن کا انچارج بنایا گیا۔ اس کے بعد دیگر ممالک میں بھی ترقیٔ اسلام اور پھر نظارتوں کے زمانہ میں رفتہ رفتہ مشن قائم ہو گئے، نیز ہندوستان میں بھی باقاعدہ مبلغ مقرر کئے گئے:

ترقیٔ اسلام کے لئے سب سے پہلے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپریل ۱۹۱۴ء میں بارہ ہزار روپے چندہ کی اپیل کی تھی، جس پر تین ہزار روپیہ صرف قادیان کی مقامی جماعت نے ادا کر دیا، اور آخر جون ۱۹۱۴ء تک بارہ ہزار کی بجائے بیس ہزار روپیہ چندہ کے وعدے ہو گئے۔

ترقیٔ اسلام کے ابتدائی چندوں کا ریکارڈ نہ مل سکنے کی وجہ سے اس زمانہ کی آمد کے

صحیح اعداد و شمار مہیا نہیں ہو سکے۔ البتہ بعض اندازوں کی بناء پر ترقی اسلام کی آمد کا تخمینہ اپریل ۱۹۱۴ء سے دسمبر ۱۹۱۸ء تک ۹۹۶۰۰ روپے کے قریب معلوم ہوتا ہے۔

منارۃ المسیح کا چندہ خدا تعالیٰ کے الہام کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دستِ مبارک سے منارۃ المسیح کی بنیاد رکھی، لیکن حضور کی زندگی میں اس کی تکمیل نہ ہو سکی، بلکہ اس کی تکمیل حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خلافت میں ہوئی، اور اس کے لئے مختلف اوقات میں قریباً ۳۵۰۰۰ روپیہ چندہ جمع ہوا۔ جو چندہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں منارہ کے لئے جمع ہوا تھا، وہ اس میں شامل نہیں ہے۔

مرکزی مساجد کا چندہ قادیان کی جن مساجد کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، وہ مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ ہیں۔ مسجد اقصیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے عہد خلافت سے پہلے بہت چھوٹی تھی، اس میں بمشکل چھ سات سو نمازیوں کی گنجائش تھی، اس لئے جماعت کی ترقی کے ساتھ ساتھ اس مسجد کی توسیع بھی خلافت ثانیہ میں وقتاً فوقتاً ہوتی رہی، اور ابھی مزید توسیع پیش نظر ہے، چنانچہ اس کے لئے مسجد کے اردگرد کے مکانات قریباً بائیس ہزار روپے کی مالیت کے خریدے جا چکے ہیں، جن میں سے کچھ مکانات تو مسجد میں شامل کر لئے گئے ہیں، اور باقی مزید توسیع کی ضرورت پیدا ہونے پر شامل کئے جائیں گے، فی الحال ان مکانات میں صدر انجمن کے دفاتر ہیں۔ اس مسجد کی توسیع پر جواب تک ہو چکی ہے، تقریباً پندرہ ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے۔ بعض مکانات جو اس مسجد کی توسیع کو مدنظر رکھ کر خریدے جا چکے ہیں، ان کی قیمت اس رقم کے علاوہ ہے۔

اسی طرح مسجد مبارک کی توسیع کا سوال بھی درپیش ہے، اس غرض کے لئے ملحقہ دو مکانات جو اس کے جنوب میں واقعہ ہیں، ۱۲۰۰۰ روپے میں حاصل کر لی گئی ہیں، اس کی توسیع بھی

Digitized by Khilafat Library

انشاءاللہ عنقریب عمل میں آئے گی۔

حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ تعالےٰ کی خلافت سے قبل قادیان میں چار مساجد تھیں، یعنی مسجد مُبارک، مسجد اقصیٰ، مسجد نور، اور مسجد فضل، لیکن حضُور کے عہد میں احمدیوں کی آبادی بڑھ جانے کی وجہ سے ہر محلہ میں احمدیوں کی نئی مسجد تعمیر ہوئی، اور اب مذکورہ بالا چار مساجد کے علاوہ بارہ اور مسجدیں تعمیر ہو چکی ہیں، جن پر قریباً بیس ہزار روپیہ خرچ آیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library

ہندوستان میں احمدیہ مساجد کا چندہ قادیان سے باہر پنجاب اور ہندوستان کے دیگر مقامات میں بھی حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ تعالےٰ کے عہد میں ڈیڑھ سَو کے قریب احمدیہ مسجدیں تعمیر ہُوئیں، جن میں سے بڑی بڑی مسجدیں حیدرآباد دکن، لاہور، لائل پور، اور پشاور کی مسجدیں ہیں، ان میں سے ہر ایک پر پانچ ہزار سے پندرہ ہزار روپیہ تک خرچ آیا ہے۔

غیر ممالک کی مسجدوں کا چندہ ہندوستان سے باہر غیر ممالک میں بھی حضرت امیر المومنین کے عہد میں مسجدیں تعمیر کی گئیں، مثلاً مسجد لنڈن، مسجد شکاگو، مسجد نیروبی، مسجد گولڈ کوسٹ، مسجد سالٹ پانڈ، مسجد مارشیس اور مسجد کبابیر۔ ان کے علاوہ بعض ملکوں میں مسجدیں زیرِ تعمیر ہیں۔

ان میں سے مسجد لنڈن مرکزی چندہ سے تعمیر ہوئی، اور دُوسری مساجد زیادہ تر مقامی چندوں سے بنائی گئیں۔ مسجد لنڈن کے لئے ۹۴۶۴۱ روپے چندہ جمع ہُوا تھا۔ اس کے علاوہ برلن میں مسجد بنانے کے لئے ۷۲۲۶۱ روپے جمع ہُوئے تھے۔ مگر پھر وہاں بعض وجُوہ کی بنا پر مسجد نہ بنائی گئی، بلکہ یہ روپیہ بھی مسجد لنڈن پر خرچ کر دیا گیا۔ گویا مسجد لنڈن پر کُل ۱۷۶۴۰۲ روپے خرچ آئے۔

دار البیعت لدھیانہ کا چندہ دار البیعت لدھیانہ وُہ تاریخی مقام ہے، جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا کے حکم سے سب سے پہلے بیعت لی تھی۔ حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ تعالیٰ کے عہد میں اس تاریخی یادگار کو محفوظ کرنے کے لئے قریباً ایک ہزار روپے چندہ جمع کیا گیا، اور اب اس پر مکان تعمیر ہو رہا ہے۔ اس کے لئے چندہ کی فراہمی میں حافظ عبدالوحید صاحب آف منصوری کی کوشش خاص طور پر قابلِ ذکر و شکریہ ہے۔

خریدِ اراضی قادیان کے مالکوں میں سے ایک مرزا اکرم بیگ صاحب تھے، جن کی بہت بڑی جائداد اراضی مزروعہ و سکنی پر مشتمل قادیان میں موجود تھی، انہوں نے اسے ایک سکھ کے پاس فروخت کرنے کا ارادہ کیا، بلکہ بیع کا اقرار نامہ بھی تحریر میں آچکا تھا، اور اس سے قبل وُہ اس جائداد کا ایک حصّہ ایک اور سکھ کے پاس فروخت کر چکے تھے۔ چونکہ قادیان میں باہر کے کسی غیر از جماعت شخص کا ملکیت میں حصّہ دار ہونا جماعت کے مفاد کے سراسر خلاف تھا، اور جماعت کو تکلیف پہونچنے کا اندیشہ تھا، اس لئے حضرت امیر المومنین نے فروخت شُدہ اراضی کو واپس لیا، اور بقیہ جائداد بھی مرزا اکرم بیگ صاحب سے ڈیڑھ لاکھ روپیہ میں خرید لی، جس سے احمّدیوں کے لئے جو دِقتیں پیدا ہونے کا احتمال تھا، رفع ہوگئیں۔

مرکز میں مکانات بنانے کی سکیمیں قادیان میں مکان بنانے کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک کمیٹی دار الانوار کے نام قائم کی ہے، جس میں شامل ہونے والا ہر حصّہ دار پچیس روپے ماہوار جمع کراتا ہے۔۔ اور ہر ماہ قرعہ اندازی سے تین ہزار روپیہ اس حصّہ دار کو دیا جاتا ہے جس کے نام قرعہ نکلے۔ جس کے نام قرعہ نکلے، اس کے لئے لازمی ہوتا ہے، کہ وُہ محلّہ دار الانوار

میں اس روپیہ سے مکان تعمیر کرے۔ جو لوگ پس انداز کرنے کے عادی نہ تھے، اس ذریعہ سے وُہ بھی اپنی آمد سے رقم پس انداز کر کے قادیان میں مکانوں کے مالک ہو گئے اور ہونے جا رہے ہیں، اور یہ حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ تعالےٰ کی سکیم کی برکت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ حضور کو اپنی جماعت کی بہبود کا کس قدر خیال ہے۔

کمیٹی دارُ الانوار کے علاوہ ایک اور نئی کمیٹی دار الشکر کے نام سے قائم کی گئی ہے، جس میں دس روپیہ ماہوار کی قسط ادا کرنی پڑتی ہے، تا وُہ لوگ جو پچیس روپے ماہوار کی قسط ادا کر کے کمیٹی دارُ الانوار میں شامل نہ ہو سکیں، وُہ دار الشکر میں دس روپے ماہوار ادا کر کے شامل ہو سکیں۔ اس کمیٹی میں قرعہ نکلنے پر بارہ سو روپیہ مکان بنانے کے لئے دیا جاتا ہے، جس سے معمولی حیثیت کا مکان تیار ہو جاتا ہے۔

ان دونوں کمیٹیوں کا روپیہ بیت المال کے صیغہ امانت میں جمع ہوتا رہتا ہے، جب قرعہ نکلتا ہے، تو وہاں سے برآمد کر کے ادا کر دیا جاتا ہے۔

چندہ ملکانہ مشن سنہ ۲۲-۱۹۲۱ء میں مسلمانوں کی غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آریوں نے یو۔پی کے مسلمان ملکانوں کو مُرتد کرنے کی مہم شروع کی۔ چنانچہ ہزاروں مسلمان اسلام سے مرتد کر لئے گئے۔ حضرت امیر المومنین نے جب یہ دیکھا، کہ مسلمانوں کا کوئی فرقہ آریوں کے مقابلہ میں نہیں آتا، ادھر مسلمان اخبارات نے بھی آپ سے درخواست کی، کہ اس آڑے وقت میں اسلام کی حفاظت کریں، تو آپ نے آریوں کے مقابلہ کے لئے آگرہ میں باقاعدہ مشن کھول دیا، اور اپنے جماعت کے معززین کو تبلیغ اسلام کے لئے آنریری خدمات پیش کرنے کی پُر زور تحریک کی، چنانچہ جماعت کے سینکڑوں معززین اور رؤسا آنریری طور پر خدمت اسلام کے لئے میدان میں نکل آئے، اور علاقہ ملکانہ میں پھیل گئے۔ یہ جہاد تین چار سال تک زور سے جاری رہا۔ آخر آریوں کو شکست ہوئی، جو

لوگ مرتد ہو چکے تھے، ان میں سے بہت سے لوگ دوبارہ اسلام میں واپس آگئے اور جو مرتد ہونے کے لئے تیار تھے، وُہ مرتد ہونے سے رُک گئے۔ اور آریوں کو ناکام و مایوس ہو کر اس علاقہ سے اشدھی کا کام بند کرنا پڑا۔

اس مشن کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے آنریری خدمات پیش کرنے کے علاوہ جماعت سے چندہ کی اپیل بھی کی، جس پر تین سال کے اندر ۴۳۸۷۶ روپیہ چندہ جمع ہُوا۔ جو لوگ آنریری طور پر اس جہاد میں کام کرتے رہے، ان کے اخراجات کا کوئی اندازہ نہیں ہے۔

کشمیر ریلیف فنڈ سنہ ۱۹۳۱ء میں سیدنا حضرت امیر المومنین کو مسلمانوں کے متفقہ لیڈروں نے کشمیر کمیٹی کا صدر منتخب کیا۔ یہ کمیٹی مسلمانانِ کشمیر پر حکومتِ کشمیر کے مظالم کے انسداد کے لئے معرضِ وجود میں آئی تھی۔ حضرت امیر المومنین نے کشمیر ریلیف فنڈ کھولا جس میں سنہ ۱۹۳۸-۳۹ء تک ۸۰۷۴۶ روپے جمع ہُوئے، اور یہ روپیہ کشمیر کے مظلوموں پر خرچ کیا گیا۔

Digitized by Khilafat Library

صدر انجمن کی جائیداد میں اضافہ حضرت امیر المومنین کے عہد میں صدر انجمن کی جائیداد میں بھی بہت اضافہ ہوُا، چنانچہ سندھ میں ۲۶۸۱ ایکڑ اراضی خریدی گئی جس کی قیمت ۵۲۴۲۰۰ روپیہ ہے۔ اس میں سے ۱۹۰۰۰۰ روپیہ کی رقم پیداوار سے بذریعہ اقساط ادا ہو چکی ہے، اور باقی ۳۳۴۲۰۰ روپیہ واجب ہے، جو پیداوار سے ادا ہوگا۔ اس کے علاوہ قادیان میں قریباً ۴۰۰۰۰ روپیہ کی زمین سکنی اور مزروعہ انجمن کے قبضہ میں آئی، جس میں سے اب بہت سا رقبہ فروخت ہو چکا ہے۔

اراضی کے علاوہ مرکز میں عمارتوں کی شکل میں بھی صدر انجمن کی جائیداد میں معتدبہٖ اضافہ ہوُا، چنانچہ حسب ذیل عمارتیں صدر انجمن کے قبضہ میں آئیں، یا تعمیر کی گئیں۔

(۱) عمارت گرلز سکول جو ۲۴۰۰۰ روپے میں خریدی گئی۔

(۲) نیا مہمان خانہ جس پر تقریباً ۸۰۰۰ روپے خرچ ہوئے۔

(۳) گیسٹ ہاؤس جو ۱۳۰۰۰ روپے میں تیار ہوا۔

(۴) پرائمری سکول جو ۹۰۰۰ روپے میں تعمیر ہوا۔

(۵) عمارت دفاتر صدر انجمن جس کی خرید اور توسیع و مرمّت پر ۱۲۰۰۰ روپے خرچ ہوئے۔

(۶) عمارت دفتر جائداد جو ۱۵۰۰ روپے میں خریدا گیا۔

(۷) عمارت زنانہ جلسہ گاہ جس کی قیمت ۱۵۰۰۰ روپیہ ہے۔

(۸) نور ہسپتال کا زنانہ وارڈ جس کی تعمیر پر ۲۰۰۰ روپے خرچ ہوئے۔

(۹) قصرِ خلافت جو تقریباً ۱۸۰۰۰ روپے کی مالیت کا ہے۔

(۱۰) ۷۳ مکانات جو قادیان اور دیگر مختلف مقامات میں صدر انجمن کی ملکیت ہیں، اور ۳۶۳۰۰ روپے کی مالیت کے ہیں۔

(۱۱) قادیان اور ہندوستان کے مختلف علاقوں میں صدر انجمن کی مزروعہ اراضی تقریباً ۱۴۰۰ کنال ہے، جس کی قیمت کا اندازہ ۳۵۰۰۰ روپیہ ہے۔

(۱۲) ہندوستان اور ہندوستان سے باہر جملہ مساجد جو صدر انجمن کی جائداد متصوّر ہوتی ہیں، ان کی قیمت ۲۷۲۰۰۰ روپیہ ہے۔

مذکورہ بالا ساری جائیداد کی کل مالیّت کا اندازہ ۷۷۵۸۰۰ روپیہ ہے۔

تحریکاتِ خاص کا چندہ سلسلہ کی بڑھی ہوئی ضروریات اور خاص اغراض و مقاصد کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جب کبھی کوئی تحریک کی، خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت نے حضور کی ہر ایک تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا، اور عام طور پر مطالبہ سے زیادہ رقم حضور کی خدمت میں پیش کر دی۔ ذیل میں بڑی بڑی تحریکوں کا گوشوارہ درج کیا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے، اب

مجموعی طور پر ان کا گوشوارہ میں بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

قسم تحریک	رقم جو وصول ہوئی	قسم تحریک	رقم جو وصول ہوئی
۱۔ چندہ مسجد لنڈن	۹۷۶۴۱ روپیہ	۷۔ چندہ خاص بابت سنہ ۲۶-۱۹۲۵ء	۱۲۹۰۵ روپیہ
۲۔ چندہ مسجد برلن	۷۲۷۶۱ "	۸۔ چندہ خاص بابت سنہ ۲۸-۱۹۲۷ء	۴۰۷۰۷ "
۳۔ چندہ ملکانہ مشن	۴۳۸۷۶ "	۹۔ چندہ خاص بابت سنہ ۳۰-۱۹۲۹ء	۲۹۵۶۵ "
۴۔ چندہ خاص بابت سنہ ۲۲-۱۹۲۱ء	۲۶۱۶۳ "	۱۰۔ چندہ خاص بابت سنہ ۳۲-۱۹۳۱ء	۸۳۹۰۹ "
۵۔ چندہ خاص بابت سنہ ۲۴-۱۹۲۳ء	۲۶۷۸۰ "	۱۱۔ چندہ زلزلہ کوئٹہ و بہار	۹۷۶۵ "
۶۔ چندہ خاص بابت سنہ ۲۵-۱۹۲۴ء	۱۱۵۶۰۸ "	میزان	۵۶۲۷۴۶ "

چندہ تحریک جدید لبعض خاص حالات پیدا ہو جانے کی وجہ سے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اواخر سنہ ۱۹۳۴ء میں اپنی جماعت سے انیس مطالبات کئے جن میں سے ایک مطالبہ مالی قربانیوں کا تھا۔ اس تحریک کی حضور ہر سال تجدید کر دیتے ہیں، اور اب اس پر پانچ سال گزر چکے ہیں، جماعت احمدیہ نے تحریک جدید میں اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جو شاندار مظاہرہ مالی قربانی کا کیا ہے، وہ ہمیشہ یادگار رہے گا۔

Digitized by Khilafat Library

تحریک جدید کی پنجسالہ آمد کے اعداد و شمار یہ ہیں:۔

سالِ اول میں ۶۵۵۵ افراد نے اس تحریک میں حصہ لیا۔ کُل وعدے ۱۰۷۰۰۰ روپے کے تھے، جن میں سے ۱۰۳۰۰۰ روپے وصول ہوئے۔

سالِ دوم میں اس تحریک میں ۶۹۴۴ افراد نے حصہ لیا، کُل وعدے ۱۱۷۰۰۰ روپے کے ہوئے، جن میں سے ۱۱۰۰۰۰ روپے کی وصولی ہوئی۔

سالِ سوم میں اس تحریک میں ۵۵۲۴ افراد نے حصہ لیا، کُل وعدے ۱۴۵۰۰۰

روپے کے ہوئے، اور وصولی ۱۴۰۰۰۰ روپے کی ہوئی۔

سال چہارم میں اس تحریک میں حصہ لینے والے افراد ۵۴۲۳ تھے، کُل وعدے ۱۲۵۰۰۰ روپے کے تھے، اور وصولی ۱۱۳۰۰۰ روپے کی ہوئی۔

سال پنجم میں اس تحریک میں حصہ لینے والے ۵۶۲۶ افراد تھے، کُل وعدے ۱۳۰۰۰۰ روپے کے تھے، اور وصولی ۱۱۲۰۰۰ روپے کی ہوئی۔

ان پانچ سالوں میں تحریک جدید کی کل آمد کی میزان ۵۷۸۰۰۰ روپے ہے۔ ہر سال وعدوں کے مقابلہ میں وصولی کی کمی کی وجہ یہ ہے، کہ بعض وعدہ کنندگان فوت ہو جاتے۔ بعض بے کار ہو جاتے، اور بعض مُہلت یا حالات کی مجبوری کی وجہ سے معافی لے لیتے رہے، اس لئے وعدوں کے مقابلہ میں اصل رقم بہت قلیل نسبت سے کم وصول ہوتی رہی۔ اس سلسلہ میں یہ ذکر کر دینا ضروری ہے، کہ تحریکِ جدید کا چندہ ماہواری چندوں اور مرکز کے دیگر مالی مطالبات کے علاوہ ہے۔

آخر میں مَیں صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں جو آمد مختلف مدّات کی گزشتہ پچیس سال میں ہوئی ہے، اس کا گوشوارہ سن وار درج کرتا ہوں۔ پہلے جتنے اعداد و شمار مختلف تحریکات کے بیان کئے گئے ہیں، وہ سب اس گوشوارہ میں بحیثیت مجموعی آ گئے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

یہ گوشوارہ اس تمام آمد کا ہے، جو خزانہ صدر انجمن میں کسی مد کے ماتحت ہوئی۔ علاوہ چندہ کی رقوم کے ذاتی امانت کی رقوم بھی اس میں شامل ہیں۔ کیونکہ صدر انجمن کے خزانہ میں بعض اصحاب اپنی ذاتی امانتیں بھی جمع کرا دیتے ہیں، جو عند الطلب انہیں واپس مل جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں صدر انجمن کے ماتحت تجارتی صیغوں کی آمد بھی اس میں دکھائی گئی ہے۔

گوشوارہ آمد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان

از مارچ سنہ ۱۹۱۴ء لغایت ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۳۹ء

بعہد خلافت ثانیہ

سنین	آمد چندہ ماہواری، چندہ خاص، زکوٰۃ، صدقات، لنگر، اور جلسہ وغیرہ	آمد صیغہ جات تجارتی یعنی اخبارات و رسالہ جات اور فیس بورڈران وغیرہ	آمد امانت الف، یعنی چندہ تحریک جدید، امانت جائداد تحریک جدید، چندہ کشمیر فنڈ، امانت کمیٹی دار الانوار و دار الشکر و دیگر صیغہ جات، اور امانت ب، یعنی امانت شخصی	میزان آمد
سنہ ۱۳-۱۴ء	۲۱۷۹۴	۳۰۷۴۶		۵۲۵۴۰
سنہ ۱۴-۱۵ء	۳۵۲۷۵	۷۶۷۷۸		۱۱۲۰۵۳
سنہ ۱۵-۱۶ء	۳۹۴۱۴	۴۹۵۰۱		۸۸۹۱۵
سنہ ۱۶-۱۷ء	۸۴۶۷۹	۲۱۷۴۵		۱۰۶۴۲۴
سنہ ۱۷-۱۸ء	۸۷۱۷۱	۲۵۶۳۰		۱۱۲۸۰۱
سنہ ۱۸-۱۹ء	۱۴۰۳۷۸	۳۰۴۷۶		۱۷۰۸۵۴
سنہ ۱۹-۲۰ء	۲۱۷۵۹۲	۲۴۶۷۷	۳۶۴۴۲۸	۶۱۶۶۹۷
سنہ ۲۰-۲۱ء	۱۷۸۵۴۵	۱۶۷۵۳۸	۲۰۱۰۷۴	۵۴۷۱۵۷
سنہ ۲۱-۲۲ء	۲۶۹۴۰۶	۱۹۴۸۶۹	۹۷۳۹۸	۵۶۱۶۷۳
سنہ ۲۲-۲۳ء	۲۶۴۵۶۴	۹۸۴۰۳	۶۱۰۰۹	۴۲۳۹۷۶
سنہ ۲۳-۲۴ء	۲۳۸۹۹۱	۱۰۰۹۰۵	۷۱۳۱۴	۴۱۱۲۱۰
سنہ ۲۴-۲۵ء	۳۳۳۷۶۴	۱۲۹۹۹۰	۱۱۷۱۷۳	۵۸۰۸۲۷

سنہ ۲۵-۲۶ء	۱۹۱۶۸۴	۱۲۳۹۱۱	۱۱۸۷۹	۳۲۷۴۳۴
سنہ ۲۶-۲۷ء	۲۰۱۵۵۱	۱۹۸۱۱۰	۱۴۶۲۴۸	۵۴۵۹۰۹
سنہ ۲۷-۲۸ء	۲۳۴۷۴۷	۹۳۳۷۱	۱۲۸۸۵۰	۴۵۶۹۶۸
سنہ ۲۸-۲۹ء	۲۳۵۶۰۸	۵۷۶۸۰	۱۷۲۶۵۷	۴۶۵۹۴۵
سنہ ۲۹-۳۰ء	۲۳۷۷۴۱	۷۴۷۳۱	۱۶۸۵۶۳	۴۸۱۰۳۵
سنہ ۳۰-۳۱ء	۲۳۷۲۴۱	۷۱۴۱۰	۱۳۷۰۵۰	۴۴۵۷۰۱
سنہ ۳۱-۳۲ء	۳۰۹۳۸۳	۱۱۰۶۹۸	۲۵۳۷۳۱	۶۷۳۸۱۲
سنہ ۳۲-۳۳ء	۲۳۸۰۲۴	۷۵۹۳۸	۲۳۷۳۷۱	۵۵۱۳۳۳
سنہ ۳۳-۳۴ء	۲۷۴۷۱۴	۱۵۳۹۸۸	۳۵۷۷۹۳	۷۸۶۴۹۵
سنہ ۳۴-۳۵ء	۲۷۴۵۷۶	۸۲۷۱۷	۵۰۳۳۱۰	۸۶۰۶۰۳
سنہ ۳۵-۳۶ء	۲۶۰۱۱۷	۱۶۰۶۸۹	۶۶۴۷۹۰	۱۰۸۵۵۹۶
سنہ ۳۶-۳۷ء	۲۹۲۷۴۶	۲۹۰۵۹۹	۱۱۰۴۹۳۹	۱۶۸۸۲۸۴
سنہ ۳۷-۳۸ء	۳۱۱۱۷۴	۲۷۶۶۲۲	۹۸۶۱۶۴	۱۵۷۳۹۶۰
سنہ ۳۸-۳۹ء	۳۱۳۳۱۷	۱۸۴۲۵۶	۹۲۹۴۵۰	۱۴۲۷۱۲۳
میزان کل	۵۵۲۴۰۹۶	۲۹۱۴۰۷۸	۶۷۱۵۹۱	۱۰۱۵۵۳۶۵

اس گوشوارہ سے ظاہر ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہد میں ایک کروڑ دو لاکھ پچپن ہزار تین سو پینسٹھ روپے خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں جمع ہو کر مختلف مدات میں خرچ ہوئے۔

Digitized by Khilafat Library

احمدی قوم سے ایک درد مندانہ اپیل

Digitized by Khilafat Library

ہمارے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کو جاری ہوئے ۳۸ برس ہو گئے ہیں۔ زیر اشاعت نمبر سے رسالہ کی عمر کا انتالیسواں سال شروع ہوتا ہے۔ اِس وقت ہندوستان میں اور کوئی ایسا اردو ماہوار مذہبی رسالہ نہیں ہے، جس کی عمر اتنی لمبی ہو۔ اس طویل عرصہ میں اِس رسالہ نے جو شاندار خدمات سر انجام دی ہیں، ان سے اپنے اور بیگانے واقف ہیں، اور رسالہ کے گزشتہ فائل اس پر شاہد۔

جماعت احمدیہ ایک علمی جماعت ہونے کی مدّعی ہے۔ اور کسی جماعت کے علمی معیار کو جانچنے کا بہترین ذریعہ اس کا علمی رسالہ ہے۔ اور کسی قوم کے علمی رسالہ کے بلند معیار کو قائم رکھنے کے لئے جہاں ایک طرف اس رسالہ کے کارکنوں پر یہ ذمہ واری عائد ہوتی ہے، کہ وُہ اسے بہتر سے بہتر مضامین سے مزیّن کر کے پیش کریں، وہاں دوسری طرف اس قوم کے افراد پر بھی یہ بھاری فرداری ہے، کہ وہ اپنے قومی رسالہ کی اشاعت و ترقی میں پوری سرگرمی کا اظہار کریں۔

الحمد للہ کہ رسالہ کے کارکنوں پر اس ضمن میں جو ذمہ واری عائد ہوتی تھی اسے موجُودہ محدود وسائل و ذرائع کے ساتھ نبھایا جا رہا ہے۔ اور گو ہمیں اس بات کا احساس ہے، کہ ابھی ترقی کی بہت گنجائش ہے، اگر موجودہ صورت میں بھی ہمارا رسالہ خدا کے فضل سے ایسے علمی معیار پر شائع ہو رہا ہے، جو ایک زندہ مذہبی اور تعلیم یافتہ قوم کے شایانِ شان، اور اس کی علمی ضرورتوں کو پُورا کرنے والا ہے۔ اور اس کا اعتراف اندرون جماعت اور بیرون جماعت ہر دو حلقوں میں ہو رہا

ہے۔ چنانچہ ہمارے پاس ہر ماہ کئی خطوط آتے ہیں، جن میں رسالہ کی ترقی پر خوشنودی کا اظہار ہوتا ہے۔ ذیل میں ہم چند آراء درج کرتے ہیں۔

پنڈت جواہر لال صاحب نہرو مشہور سیاسی لیڈر الہ آباد سے رسالہ کے گزشتہ پرچہ "پیشوایان مذاہب نمبر" کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"ہر ایسی کوشش جو مختلف مذاہب کی اخلاقی تعلیمات کے اتحاد پر زور دینے اور ان کے پیرؤوں کی موجودہ باہمی کشمکش کو دور کرنے کے لئے کی جائے، تمام بھلے آدمیوں کی ہمدردی کی مستحق ہے، اور اس ضمن میں آپ کی کوشش پر میں آپ کو نیک آرزؤں کا تحفہ پیش کرتا ہوں۔"

سردار ایس۔ ایس امول پرنسپل گورو رامداس کالج امرت سر لکھتے ہیں:۔

"میں نے رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" اردو کا پیشوایان مذاہب نمبر گہری دلچسپی سے پڑھا، مجھے اسے دیکھ کر خوشی اور اطمینان ہوا۔ خوشی اس لئے کہ میں نے اس سے علمی طور پر بہت کچھ حاصل کیا۔ یہ امن اور رواداری کا پیغام ہے، اس میں مختلف مذاہب کے رہنماؤں کی زندگیوں اور تعلیمات پر غیر متعصبانہ اور احترام سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور میں یہ کہنے کی جرأت کرسکتا ہوں، کہ اس نمبر کے آخری مضمون میں گورو نانک کی زندگی پر جس خوبصورتی سے روشنی ڈالی گئی ہے، اس خوبصورتی سے کسی سکھ اخبار نے بھی کبھی گورو صاحب کی زندگی پر روشنی نہیں ڈالی۔ میرے اطمینان کی وجہ یہ ہے، کہ موجودہ فرقہ وارانہ کشمکش میں یہ محبت، وسعت قلبی اور رواداری کا پیغام بہت حد تک ہندوستان کی اقوام میں صلح و آشتی یکجہتی اور روحانی اتحاد پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔"

عزیز الدین صاحب سٹوڈنٹ رڑکی کالج لکھتے ہیں:۔

"میں نے اپنے ایک دوست کے ہاں رسالہ ریویو آف ریلیجنز دیکھا۔ یہ نہائت اعلیٰ

Digitized by Khilafat Library

رسالہ ہے۔ میں غیر احمدی طالب علم ہوں۔ مجھ سے اس کا سالانہ چندہ کیا لیا جائیگا؟ تفسیر سرّ وری کی ایک جلد میرے لئے ریزرو کرلیں، قیمت بھیج رہا ہوں"

نواب اکبر یار جنگ بہادر حیدر آباد سے تحریر فرماتے ہیں:۔

"ریویو آف ریلیجنز کی خدمت جب سے آپ نے شروع کی ہے، اس کا معیار بہت بلند ہو گیا ہے، اور اس میں اعلیٰ درجہ کے مضامین شائع ہو رہے ہیں"

حضرت میر محمد اسحاق صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"رسالہ ریویو اردو آجکل جس محنت سے مرتب کیا جاتا ہے، وہ قابلِ تحسین ہے۔ میں آپ کو پیشوایانِ مذاہب نمبر کی کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں۔ علاوہ ظاہری حسن وخوبی یعنی کاغذ و طباعت کی عمدگی کے مضامین بھی نہائت عمدہ ہیں۔ مدت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالہ کی یہ حالت دیکھ کر بہت خوشی ہوئی جزاک اللہ"

مولانا عبد الحمید صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ دہلی تحریر فرماتے ہیں:۔

"پیشوایانِ مذاہب نمبر ملا۔ نہائت اعلیٰ مضامین پر مشتمل ہے، جزاکم اللہ"

ماسٹر محمد ابراہیم صاحب بی۔اے قادیان تحریر فرماتے ہیں:۔

"جب سے آپ نے "ریویو" کی عنانِ ادارت اپنے ہاتھ میں لی ہے، اس کا ہر قدم ترقی کی طرف بڑھ رہا ہے آپنے قوم کے اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ میں بیداری پیدا کر کے انہیں علمی مضامین لکھنے کی ترغیب دے کر جماعت کی ایک بڑی خدمت سرانجام دی ہے۔ آپنے پیشوایانِ مذاہب نمبر جس محنت، قابلیت اور دلچسپی سے مرتب کیا ہے، اس کا اعتراف نہ کرنا ناقدر شناسی ہوگی۔ آپنے جس خوش اسلوبی سے اس نمبر کو ایڈٹ کیا ہے، اس کے لئے آپ مستحق مبارکباد ہیں۔ جزاکم اللہ"

Digitized by Khilafat Library

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں اس بات کے اظہار میں بہت خوشی پاتا ہوں، کہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز اُردو جب سے کہ مولوی علی محمد صاحب اجمیری کی نگرانی میں آیا ہے، نمایاں ترقی کر رہا ہے، اور بڑی سرعت کے ساتھ اس کمی کو پورا کر رہا ہے، جو درمیانی عرصہ میں پیدا ہو گئی تھی۔ مَیں نے اس کا گزشتہ خاص نمبر دیکھا ہے، یہ نمبر اپنی ظاہری خوبیوں کے ساتھ معنوی رنگ میں بھی خوب ہے۔ اس کوشش کے لئے جہاں مولوی صاحب موصوف شکریہ کے مستحق ہیں، وہاں جماعت پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے، کہ وہ اس رسالہ کی خریداری کی طرف خاص توجہ کرے"۔

ان آراء کے نقل کرنے سے ہمارا مقصود یہ ہے، کہ احباب جماعت کو اس بات کا علم ہو، کہ رسالہ کے کارکن اپنے فرائض محنت سے ادا کر رہے ہیں، اب ان کا یہ فرض ہے، کہ وہ بھی اپنی ذمہ واری کو ادا کرنے کی طرف متوجہ ہوں، اور رسالہ کی توسیع اشاعت کے لئے کوشش کریں۔ کیونکہ جو فرض جماعت پر رسالہ کی توسیع اشاعت و ترقی کے بارے میں عائد ہوتا ہے، اس کی طرف تا حال پُوری توجہ نہیں کی گئی۔ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس زمانہ میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ساری دُنیا کے اعمال و عقائد کی اصلاح کے لئے کھڑی ہوئی ہے، اور یہ رسالہ اس پُرفتن زمانہ میں صحیح اسلامی علوم کا علمبردار ہے، اس لئے یہ جماعت کی خاص سرپرستی کا مستحق ہے۔

پھر اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے، کہ اس رسالہ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مقدس ہاتھوں سے جاری کیا تھا، گویا یہ حضور کا خود کاشتہ پودا ہے، اس لئے اسے باعزت طور پر زندہ اور قائم رکھنا جماعت کا فرض ہے۔ حضرت اقدس نے اس رسالہ کو اس قدر اہمیت دی ہے، کہ ایک جگہ جماعت کو اس کی امداد و اعانت کی تحریک کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے، کہ اگر یہ رسالہ میری جماعت کی بے توجہی سے بند ہو گیا، تو یہ واقعہ اس سلسلہ کے لئے ماتم کا ہو گا۔ پھر آپ نے اس رسالہ کے لئے اپنے مخلصین سے یہ اپیل کی ہے، کہ اس کے دس ہزار خریدار ہوں، حتیٰ کہ ان بڈھوں کو بھی اس کا خریدار بننے کی تاکید فرمائی ہے، اور

Digitized by Khilafat Library

تحریر فرمایا ہے، کہ وہ اسے دوسروں سے پڑھوا کر سنا کریں۔ اس سے ہر مخلص احمدی یہ اندازہ لگا سکتا ہے، کہ اس رسالہ کی طرف سے اُس پر کیا فرض عائد ہوتا ہے۔

اس میں شک نہیں، کہ اب کچھ عرصہ سے جماعت کے احباب کو رسالہ کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے، اور وہ اس کی ترقی اور توسیع اشاعت میں کوشاں رہتے ہیں، مگر ابھی ایسے دوستوں کا حلقہ نہایت تنگ اور محدود ہے۔ اس وقت دہلی میں مولوی عبد الحمید صاحب، کوئٹہ میں چودھری ناظر حسین صاحب، لاہور میں چودھری عبد الجلیل صاحب، چودھری غلام رسول صاحب، اور چودہری عبد الکریم صاحب، سندھ میں چودھری محمد اکرم خان صاحب، پشاور میں مرزا خواص خانصاحب اور میاں حیات محمد صاحب، کراچی میں مولانا محمد نذیر صاحب قریشی مبلغ، رنگون میں مولوی احمد خان صاحب نسیم مبلغ، کلکتہ میں مولوی محمد سلیم صاحب مبلغ، مشرقی افریقہ میں مولانا شیخ مبارک احمد صاحب مبلغ، حیدر آباد دکن میں سیٹھ محمد اعظم صاحب اور حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب، اور راولپنڈی میں میاں عبد الحق صاحب ایم بی۔ اے اور مولانا چراغ الدین صاحب فاضل مبلغ، رسالہ کے معاونین میں سے خاص طور پر قابلِ ذکر اور لائق شکریہ ہیں، اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اگر ایسے معاونین ہر جماعت میں پیدا ہو جائیں، جو رسالہ کی اعانت کرنا اپنا قومی فرض قرار دے لیں، تو اس کی کامیابی انشاء اللہ یقینی ہے۔

Digitized by Khilafat Library

ہماری جماعت خدا تعالےٰ کے فضل سے آجکل جو مالی قربانی اسلام و احمدیت کے لئے کر رہی ہے، اس کی نظیر کسی دوسری جگہ تلاش کرنا عبث اور بے سود ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ہم اپنے احباب سے یہ گزارش کرنا چاہتے ہیں، کہ انہیں دوسری قربانیاں کرتے ہوئے اس قدیم قومی رسالہ کو فراموش کر کے اس کی خریداری و اعانت کو نظر انداز یا ترک نہیں کر دینا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے "اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ مَا دَامَ عَلَیْہِ صَاحِبُہٗ"، یعنی خدا تعالیٰ کی نگاہ میں وہ نیکی سب سے زیادہ قابلِ قدر اور پسندیدہ ہے، جس پر دوام اور ہمیشگی اختیار کی جائے۔

پس جو احباب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے یا اس کے بعد اس رسالہ کی سرپرستی کرتے چلے آئے ہیں، انہیں اس موجودہ دور میں دیگر قربانیوں کا عُذر کر کے اس رسالہ کی خریداری بند نہیں کرنی چاہیئے، بلکہ اُسے جاری رکھنا چاہیئے۔ ہمیں اس ضمن میں حضرت اقدس کے قدیم صحابہ سے بالخصوص یہ عرض کرنا ہے، کہ جس طرح وُہ حضور کے پُرانے مخلص ہیں، اسی طرح یہ رسالہ بھی قوم کا پرانا خادم اور حضور کی مقدس یادگار ہے۔ اور اس لحاظ سے اس کا سب سے پہلے ان پر حق ہے، کہ وُہ اسے اپنی سرپرستی سے محروم نہ کریں۔

نوجوانانِ جماعت اور بعد میں آنے والے احباب سے ہماری گزارش یہ ہے، کہ پہلے بزرگوں نے اس رسالہ کو نہائت شاندار طریق پر زندہ رکھنے کی پُوری سعی کی، چنانچہ رسالہ کے گزشتہ فائلوں سے معلوم ہوتا ہے، کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں اور آپ کے بعد بھی بہت سے مخلصین اس کے سالانہ چندہ کے علاوہ خاص عطیے بھیجکر اس کی امداد کرتے رہے ہیں، اور ان کی فہرستیں رسالہ میں شائع ہوتی رہی ہیں، اور ان کے نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس رسالہ کے ساتھ ہمیشہ زندہ رہیں گے، اور آئندہ نسلیں ان کو دُعا سے یاد کرتی رہیں گی۔ لیکن اب ہمارے ان بزرگوں میں سے اکثر خُدا کے حضور پہونچ چکے ہیں، اور بعض جو ابھی زندہ ہیں، وہ کاروباری زندگی سے علیحدٰہ ہو چکے ہیں، اس لئے اب یہ آپ لوگوں کا کام ہے، کہ ان کی جگہ لیں، اور اس رسالہ کو کامیابی سے چلانے کی کوشش کریں۔ ہم انشاء اللہ آئندہ ان تمام معاونین کی فہرستیں اس مبارک رسالہ میں شائع کرتے رہیں گے، جو کسی رنگ میں رسالہ کی امداد فرمائیں گے۔ تا ہمیشہ ان کے لئے دُعا ہوتی رہے، اور دُوسرے احباب کو بھی اس قومی رسالہ کی امداد واعانت کرنے کی تحریک پیدا ہو۔ اگر رسالہ کی اشاعت کافی ہو جائے، اور اس کے کارکن مالی بوجھ کے تفکرات سے آزاد ہو جائیں، تو ترقی کے وُہ مراحل جن کی گنجائش ابھی باقی ہے، بہت جلد طے کئے جا سکتے ہیں، اور رسالہ کو موجودہ حالت سے بھی بہتر حالت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

در اصل اس وقت کوئی بھی ایسا علمی اور مذہبی رسالہ نہیں ہے، جو اپنے خریداروں کے چندوں پر چل رہا ہو، بلکہ ایسے سب رسالے جو بظاہر اچھی حالت میں نکل رہے ہیں، ان کو اپنے اپنے دائرہ میں سرپرستوں کی طرف سے عطیے ملتے ہیں۔ کسی کو کسی ریاست سے مدد ملتی ہے، اور کسی کو کوئی انجمن یا سوسائٹی امداد دیتی ہے۔ ہمارے رسالہ کا حلقۂ اشاعت دیگر رسالوں کی نسبت بہت محدود ہے کیونکہ احمدی جماعت کے باہر نہایت تھوڑے لوگ اس کے خریدار ہیں، جس کی وجہ محض مذہبی تعصب ہے۔ ایسی صورت میں ہمارے رسالہ کو اچھی حالت میں نکلنے کے لئے سلسلہ کے مخلص احباب کی امداد و اعانت کی جس قدر ضرورت ہے، وہ ظاہر ہے۔ پس ہماری تمام احمدی قوم سے یہ پُر زور اپیل ہے، کہ وہ اپنے اس قومی رسالہ کو ایسی بہتر حالت میں چلانے کے لئے جو جماعت احمدیہ جیسی علمی جماعت کے شایانِ شان ہو، اس رسالہ کی امداد کے لئے بطور سرپرست عطیے ارسال فرمائیں۔ ان کی طرف سے ہم غیر احمدی اور غیر مسلم معززین اور لائبریریوں کے نام رسالہ جاری کر دیں گے، اور یہ ان کی طرف سے ایک مستقل تبلیغ ہو جائے گی۔ کیا ہم امید کریں، کہ ہماری آواز جو رسالہ کی موجودہ انتہائی کمزور مالی حالت پر تہِ دل سے بلند ہوئی ہے، قوم کی توجہ کو اپنی طرف کھینچے گی، اور وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس پودہ کی آبیاری کرنے کی سعادت حاصل کرے گی؟

ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اولوالعزم جماعت ہے، اور اس کا موجودہ امام بھی اولوالعزم ہے۔ جماعت کے قیام پر پچاس سال گزرتے ہیں، اور اس محبوب امام کی خلافت پر پچیس سال۔ گویا یہ سال سلسلہ کی گولڈن جوبلی کا ہے، اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خلافت کی سلور جوبلی کا۔ ان دو عظیم الشان خوشیوں کے اجتماع پر اگر ہم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس دیرینہ خواہش کو پورا کرنے کی سنجیدگی سے کوشش کریں، کہ اس رسالہ کے دس ہزار خریدار ہوں، تو جماعت احمدیہ جیسی قربانیاں کرنے والی باہمت قوم سے یہ کچھ مشکل نہیں ہے کہ وہ اپنے قومی رسالہ کے دس ہزار خریدار پیدا کرے۔

Digitized by Khilafat Library

پس اے بزرگو اور بھائیو! جوبلی کا موقعہ اس سلسلہ کی تاریخ میں ایک عظیم الشان یادگار ہے، ہم اس مبارک تقریب پر اگر یہ تہیہ کرلیں۔ کہ آئندہ ایک سال کے اندر اندر اپنے پیشوا و مقتدا کی مذکورہ بالا خواہش کو پورا کریں گے، تو یہ اس شاندار تقریب پر ہمارا شاندار کارنامہ ہو گا۔

ہم اپنے عزیزوں اور بیوی بچوں کی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے کتنی کوششیں کرتے ہیں، پھر کیا اپنے پیارے آقا مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پاکیزہ خواہش کو پورا کرنا ہمارا فرض نہیں ہے؟ جماعت احمدیہ کے باغیرت افراد یقیناً اس بات کا تصور بھی نہیں کرسکتے، کہ وہ اپنے دنیاوی رشتہ داروں کی خواہشات کو تو پورا کرنے کی کوشش کریں، مگر اپنے روحانی آقا کی خواہش کو پورا کرنے کی کوشش نہ کریں۔

Digitized by Khilafat Library

ہمیں امید رکھنی چاہیئے، کہ جماعت کے باہمت اور صاحب عزم دوست جلد متوجہ ہوں گے اور ہماری یہ گزارشات ان پر اثر کریں گی۔ خدا ہم سب کو اپنے اپنے رنگ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس رسالہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

رسالہ ریویو اُردو کے پرانے فائل مفت

جو اصحاب رسالہ کا دو سال کا چندہ مبلغ چھ روپے یکمشت پیشگی ادا کرینگے، ان کو پرانے فائلوں میں سے ایک فائل مفت دیا جائیگا۔ رسالہ کے پرانے فائلوں میں نہائت علمی مضامین ہیں۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کیلئے

طبیہ عجائب گھر اور اسکے چند خاص الخاص مرکبات کی تفاصیل سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قریباً تمام اخبارات میں دی جا چکی ہیں۔ ذیل میں قارئین ریویو کے لئے دو تین تصدیقیں افادۂ عام کی غرض سے دی جاتی ہیں۔ احباب مطالعہ کریں۔ اور فائدہ اٹھائیں۔ (۱) حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں: "میں طبیہ عجائب گھر سے ایک عرصہ سے ادویہ وغیرہ لیتا رہا ہوں جہاں تک میرا تجربہ ہے۔ مالک طبیہ عجائب گھر نہائت شوق محنت اور دیانتداری سے ادویہ تیار کرتے ہیں۔ اور پوری کوشش سے خالص اور اعلیٰ درجہ کے مفردات مہیا کرتے ہیں۔ یونانی اور ویدک ادویہ یہاں سے نہائت اعلیٰ درجہ کی مل سکتی ہیں میں امید کرتا ہوں کہ جو دوست بھی ان سے ادویہ خرید فرمائیں گے وہ ہر طرح سے مطمئن ہوں گے۔ خلیفۃ المسیح اول کے متعدد نسخہ جات اعلیٰ درجہ کی ادویات سے تیار کئے جاتے ہیں"۔ خاکسار (صاحبزادہ) مرزا شریف احمد (صاحب) (۲) "میں اس امر کی تصدیق پورے انشراح صدر کے ساتھ کرتا ہوں کہ حکیم عبدالعزیز خانصاحب مالک طبیہ عجائب گھر قادیان ایک پرانے اور تجربہ کار طبیب ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول سے باقاعدہ طب پڑھتے رہے ہیں۔ اور اوائل میں عملی تجربہ کے لئے میرے ساتھ بھی کام کرتے رہے ہیں۔ اب بھی میں نے انکا قائم کردہ طبیہ عجائب گھر متعدد بار دیکھا ہے اور ان کے مفردات و مرکبات کو نہائت عمدہ اعلیٰ صاف اور ستھرا پایا ہے"۔ حکیم مفتی فضل الرحمن (۳) "میں نے سرمہ رفیق بصارت آزمایا ہے فی الواقع اسے اسم بامسمیٰ پایا۔ سرمہ مقوی بصر ہونیکے علاوہ دھند، ککروں کے لئے بھی بینظیر ثابت ہوا ہے۔ اب میں بفضلہ تعالیٰ بغیر عینک کے پڑھ سکتا ہوں۔ ورنہ پہلے تو دو ایک سطر پڑھنا بھی پہاڑ معلوم ہوتا تھا۔ مہربانی کرکے مجھے ایک روپے کا سرمہ اور بھیجدیجئے اور ساتھ ہی معجون کچلہ بھی کیونکہ وہ بھی اعصاب کے لئے بے مثال چیز ہے جزاکم اللہ طبیہ عجائب گھر اس بات پر بجا طور پر فخر کرسکتا ہے کہ اس میں ادویہ نہائت محنت اور جانفشانی سے تیار کی جاتی ہیں۔ بندہ تو آپکا مجسم اشتہار بن گیا ہے"۔ خاکسار عبدالقیوم بی اے S.A.V سیکنڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول لورالائی بلوچستان (نوٹ) مشہور عالم اور شہرۂ آفاق نسخہ زدجام عشق کی قیمت میں صرف جلسہ سالانہ کے لئے خاص رعایت کردی گئی ہے یعنی ایک روپیہ کی ایک درجن گولیاں۔ جو دوست جلسہ سالانہ کے ایام میں قیمت پیشگی جمع کرادینگے وہ سال بھر اس رعایت سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ مفصل فہرست مفت طلب کریں۔ پروپرائیٹر:۔ طبیہ عجائب گھر قادیان

اسقاطِ حمل کا حب اٹھرا محافظ جنین مجرب علاج ہے

شناخت:۔ جن کے گھر حمل گر جاتے ہیں۔ مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدا ہو کر امراض ذیل سے مر جاتے ہیں۔ مثلاً سبز پیلے دست قے پسلی کا درد پیچش۔ ام الصبیان (غشی) نمونیہ۔ پرچھاواں یا سوکھا۔ بدن پر پھوڑے پھنسی۔ چھالے نکلنا۔ بدن کے حصے پڑنا دیکھنے میں بچہ موٹا تازہ معلوم ہونا۔ بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دیدینا۔ بعض بچے ماں کے پیٹ میں ہی زہر باد سے کھائے جاتے ہیں۔ جب پیدا ہوتے ہیں تو انکا کوئی حصہ کھایا ہوا ہوتا ہے یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ یا پیدا ہوتے ہی مر جاتے ہیں۔ اور بعض کی خلقت نامکمل ہوتی ہے یعنی ہاتھ۔ پاؤں۔ انگلی۔ ناک۔ کان ہونٹ وغیرہ غرضکہ کوئی اعضاء نامکمل ہوتا ہے جس سے بچہ بدشکل ہوتا ہے۔ اسلئے والدین کے لئے تمام عمر کا دکھ ہوتا ہے۔ بعض کے ہاں لڑکیاں ہی پیدا ہونا اور لڑکیوں کا زندہ رہنا مگر لڑکے زندہ رہنا اور اٹھارہ سال سے پہلے ہی فوت ہو جانا وغیرہ۔ اس مرض کو طبیب اٹھرا اور اسقاط حمل کہتے ہیں۔ ڈاکٹر مس کیریج کہتے ہیں۔ اس موذی بیماری نے کروڑوں خاندان تباہ و برباد کر دیئے۔ اور لاکھوں گھر بے چراغ کر دیئے۔ جو ہمیشہ ننھے بچوں کے مونہہ دیکھنے کو ترستے رہے۔ اور اپنی قیمتی جائدادیں غیروں کے سپرد کر کے دائمی داغ دل پر لے گئے۔ مولیٰ کریم اس مرض سے امن میں رکھے۔ خاکسار حکیم نظام جان شاگرد حضرت خلیفۂ اول اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت نے استاذی المکرم قبلہ نورالدین شاہی طبیب سرکار جموں و کشمیر سے طب سبقاً پڑھی۔ اور حضور کے حکم سے سنہ ۱۹۱۰ء سے دواخانہ مذکور قائم ہوا اور اٹھرا کا مجرب ترین علاج حب اٹھرا رجسٹرڈ کا حضور کے ارشاد سے اشتہار دیا تاکہ خلق خدا فائدہ حاصل کرے۔ اور احتیاطاً گورنمنٹ آف انڈیا سے رجسٹرڈ بھی کرایا ہے۔ تاکہ پبلک کو کسی ملتے جلتے نام دیکھنے سے دھوکہ نہ لگ جائے (یاد رکھیں) حب اٹھرا رجسٹرڈ حضرت مولانا استاذی المکرم کا مجرب نسخہ یہی ہے۔ اس نسخہ کو نہ کوئی بنا سکتا ہے اور نہ حب اٹھرا رجسٹرڈ فروخت کر سکتا ہے۔ صرف دواخانہ ہذا کے لئے رجسٹرڈ ہے۔ آرڈر دیتے وقت حب اٹھرا رجسٹرڈ اور دواخانہ معین الصحت یاد رکھیں۔ حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال نے ہزاروں گھرانوں کو بچوں سے بھرپور کر دیا ہے۔ اسکے استعمال سے بچہ بفضل خدا ذہین خوبصورت تندرست مضبوط۔ اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اور مایوس والدین کے لئے راحتِ قلب ہوتا ہے قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنے مکمل خوراک گیارہ تولہ ۱۳ یکدم منگوانے پر صرف گیارہ روپے علاوہ محصولڈاک نصف منگوانے پر صرف محصول معاف۔

المشتہر:۔ حکیم نظام جان شاگرد حضرت خلیفۂ اول رض اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

سٹار ہوزری اور خلافت جوبلی

جنگ کی وجہ سے سوت اور رنگ وغیرہ خام اشیاء کی گرانی کے باوجود سٹار ہوزری نے اپنی جرابوں کی قیمتوں میں خلافت جوبلی کی تقریب کی خوشی میں کوئی اضافہ نہیں کیا۔ اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں اور سٹار ہوزری کی جرابیں خریدیں۔ اس سے اپنی قومی صنعت کی حوصلہ افزائی بھی ہوگی۔ ہم خرما و ہم ثواب

مینیجر دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ قادیان

جنرل سروس کمپنی آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہے

(۱) مکان بنوانے والے احباب کے لئے ماہر اوورسیر کی نگرانی مطابق نقشہ اور تیار کردہ اسٹیمیٹ کے اندر معمولی کمیشن پر نگرانی حسابات کی نگہداشت اور روپیہ کی ادائیگی شامل ہے۔ کم سے کم عرصہ میں عمارت تعمیر کراتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library

(۲) جائداد کی فروخت کا انتظام کرتی ہے

(۳) قادیان میں جائداد رکھنے والے دوستوں کی جائداد و مکانات کی حفاظت اور اس کے کرایہ کی وصولی کا انتظام کرتی ہے۔

(۴) ہر قسم کی بجلی کی فٹنگ اور اس کے سامان کی فروخت کرتی ہے۔

(۵) عمارتی سامان لوہا اور سیمنٹ بٹالہ اور امرتسر کے نرخ پر قادیان میں مہیا کرتی ہے۔

مینیجر جنرل سروس کمپنی قادیان

تمام مشہور حکیموں اور ڈاکٹروں کی مصدقہ دماغ اور پٹھوں کی بہترین دوا۔ یاقوت مرجان۔ مروارید۔ یشب کہربا۔ جدوار۔ زعفران۔ مشک۔ عنبر وغیرہ سے مرکب

مفرح یاقوتی

(قیمت فی ڈبیہ جس میں پانچ تولہ مفرح یاقوتی ہے۔ پانچ روپے ٥ر)

ضعف۔ سستی۔ ناطاقتی ہر قسم ضعف دماغ و اعضائے رئیسہ۔ مردوں کی امراض مانع اولاد۔ کثرت پیشاب۔ کثرت رقت۔ پراگندہ خیالی۔ وہم وسواس ضعف دل۔ خفقان۔ غشی۔ ہول دل۔ نسیان۔ کند ذہنی۔ تکان۔ کاہلی۔ کمزوری۔ کمی خون۔ چانڈو۔ افیون۔ شراب کی عادت۔ ضعف اعصاب۔ مستورات کی چھپی بیماریاں۔ کمزوری رحم۔ اختناق الرحم۔ سیلان۔ اسقاط حمل کی عادت۔ درد کمر۔ بچوں کا چھوٹی عمر میں ضائع ہو جانا۔ عصبی دردِ سر وغیرہ وغیرہ امراض کو دُور کرتی۔ اور اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ ایک دفعہ ضرور آزماؤ۔ دھوکہ مت کھاؤ۔ اور اس کی بجائے دوسری چیز مت خریدو

لقمان الملک شاہی حکیم حضرت علامہ مولانا حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح کی تصدیق

میں تصدیق کرتا ہوں کہ مفرح یاقوتی
تیار کردہ مرہم عیسیٰ صاحب بہت مفید ہے
میں نے اپنے اکثر مریضوں پر اسے تجربہ کیا ہے
الحمدللہ ہے اپنے کارخانہ میں برکت ہے۔ مرہم عیسیٰ کے
اپنے کارخانہ میں بعض ادویہ بہت عمدہ ہیں
نورالدین

ملنے کا پتہ۔ حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ موجد مفرح یاقوتی
احمدیہ مبارک منزل بیرون دہلی دروازہ لاہور

رُوحِ شباب میں میاں بیوی کی حقیقی الفت اور محبت کا راز مضمر ہے

رُوحِ شباب رجسٹرڈ

چشمۂ زندگی کی مایۂ ناز دوا

Digitized by Khilafat Library

کو چند ہی روز استعمال کرنے کے بعد ہر انسان اپنے معدہ میں تقویت دل میں فرحت، دماغ میں ایک خاص قسم کے سرور کی لذت محسوس کرتا ہے۔ اعصابی کمزوری اگر بیس سال کی بھی ہو تو ایک ہی ہفتہ میں کامل طور پر صحت ہو جاتی ہے۔ حقیقتاً یہی ایک اکسیر ہے جس سے بڑی عمر کے مایوس العلاج انسان اور عالم شباب میں جوانی کو برباد کرنیوالے نوجوان حقیقی راحت اور دائمی صحت حاصل کر سکتے ہیں شیشی کلاں ۶/ خورد شیشی ۳/ علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ۔ منیجر یونان فارمیسی رجسٹرڈ جالندھر کینٹ پنجاب

احمدیت کی پہلی کتاب باتصویر

مصنفہ ایم۔ ایس۔ اسلم

ملنے کا پتہ: [illegible]

احمدیہ [illegible]

احمدی بچوں اور عورتوں کو احمدیت کے مخصوص مسائل سکھانے کے لئے اب تک کوئی ابتدائی کورس موجود نہ تھا۔ الحمدللہ کہ ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم نے اس اہم ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔ احمدیت کی پہلی کتاب زبان اور طرز بیان کے لحاظ سے بچوں کی استعداد کے مطابق ہے مخصوص مسائل کو آسان اور دلچسپ چھوٹے چھوٹے سبقوں میں درج کیا گیا ہے۔ اور کتاب جدید طریقہ تعلیم کے مطابق لکھی گئی ہے۔ بچوں کی دلچسپی کے لئے تصویریں بھی لگا دی ہیں۔ احباب کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو شروع سے ہی احمدیت کا فدائی بنائیں۔ ہر گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔ قیمت صرف ۳/

تفسیر سروری

یعنی

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب مفسّر جماعت احمدیہ کی وہ تفسیر جو رسالہ ریویو اُردو میں شائع ہوتی رہی ہے، اسکی چند گنتی کی جلدیں برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں، یہ تفسیر شروع سے آٹھویں پارے تک کی ہے۔ رسالہ ریویو کے سائز پر اس کے کُل دو ہزار صفحات ہیں بعض فوری ضروریات کے پیش نظر اسکی رعائتی قیمت صرف چھ روپے رکھی گئی ہے، یہ تفسیر نہائت ہی مفید اور عام فہم ہے، آج ہی قیمت بذریعہ منی آرڈر بنام مینیجر رسالہ ریویو (اردو) ارسال فرما کر اپنے لئے ایک جلد ریزرو کرالیں، بعد میں یہ خزانہ کسی قیمت پر بھی نہ مل سکے گا۔

مینیجر رسالہ ریویو اردو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library

شہنشاہ طب حکیم الامت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح اوّل کی بیاض خاص کا تحفہ

مجرّباتِ نور الدین اعظم رض

میاں عبدالوہاب صاحب عمرؔ خلف حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رض کا عطیّہ

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رض لکھتے ہیں۔ بھیرہ میں مَیں نے ایک طبیب سے مشورہ کیا، کہ میں یہاں طب کرنا چاہتا ہوں، تو اس نے کہا، تم یہاں کامیاب نہیں ہو سکتے، تم مانگو گے نہیں، یہاں عطار اور جرّاح مخالفت کریں گے، علماء کی مخالفت اس کے علاوہ ہے، میں نے توکّل علی اللہ اپنے ایک طالب علم سے کہا، کہ یہ سُرمہ بناؤ۔ مَیں نے ایک شخص کی آنکھ دیکھ کر یہ سُرمہ لگا دیا۔ اس کی دیکھا دیکھی ایک اور شخص نے اور سرمہ ہی طلب کیا ہمارے شہر میں آنکھوں کی امراض بکثرت تھیں، خدا تعالٰے کے ہی عجائبات ہیں، کہ اس تدبیر نے بڑی کامیابی کا منہ دکھایا

یہ سُرمہ "نور النظر" جملہ امراضِ چشم میں کافی سے زیادہ سراہا جا چکا ہے، ککروں کو زائل کرتا ہے یا ککروں کی وجہ سے آنکھوں میں آشوبِ چشم یا زخم ہو گئے ہوں، اور بینائی کم ہوتی جاتی ہو، خارش اور کھجلی کے واسطے اکسیر ہے آنکھوں کو ہلکا اور صاف کرتا ہے، اس کا دائمی استعمال آنکھوں کو امراض و آفات سے محفوظ رکھتا ہے، سب سے بڑی خوبی یہ ہے، کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رض کے اپنے نادر اور قیمتی کمرال میں ہفتوں کی محنت سے تیار کیا گیا ہے، قیمت فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ۔

آنکھ کو معدہ سے خاص تعلق ہے، اس لئے معدہ کی صحت سے آنکھیں تندرست رہتی ہیں، اس لئے اگر معدہ میں نقص ہو، تو اس سرمہ کے ساتھ اکسیرِ معدہ استعمال کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رض کے مطب میں یہ دوا سیروں استعمال ہوتی تھی، خدا تعالٰے کے فضل سے ہزارہا لوگوں نے اس سے صحت حاصل کی ہے، کھانے کے بعد بے چینی، ہتلی قبض یا دست، پیٹ میں نفخ یا درد، منہ کا مزا کسیلا یا بدمزہ، غرض جملہ امراضِ امعاء و معدہ میں نہایت ہی اکسیر دوائی ہے۔ قیمت ۳۲ کیپسولٹ دو روپے۔ ملنے کا پتہ

مینیجر دواخانہ نور الدین اعظم رضی اللہ عنہ دفتر قاعدہ یسّرنا القرآن۔ قادیان دارالامان

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کی تازہ تصنیف

کتاب سیرۃ المہدی حصہ سوم جس کی مدت سے انتظار تھی مکمل ہو کر شائع ہو چکی ہے
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کی روشنی میں نہایت اعلیٰ اور پیچیدہ
مسائل کو اس کتاب میں بہت عمدگی اور خوبی کے ساتھ حل کیا گیا ہے۔ ہر ایک احمدی
کے پاس اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

Digitized by Khilafat Library

معجزات اور نشانات اور عملی نمونہ سے ایمان پختہ اور تازہ ہو۔ اس لئے ہر ایک عاشق
مسیح موعود کو نہ صرف خود یہ کتاب پڑھنی چاہیئے بلکہ غیروں کو بھی پڑھانی چاہیئے،
باوجود کاغذ کی گرانی کے قیمت فی الحال بہت کم رکھی گئی ہے۔ یعنی فی نسخہ مجلد
کی قیمت ایک روپیہ ؛

(نوٹ) جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے احباب بکڈپو و دیگر کتب فروشوں
سے خرید کر ڈاک کے زائد خرچ سے بچ سکتے ہیں ؛

المشتہر

محمد اسمٰعیل سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان